13

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

18 تا 24 شوال المکرم 1447ھ / 7 تا 13 اپریل 2026ء

اس شمارے میں

مشرقِ وسطیٰ: خونِ بے گناہ کا دریا
اور بین الاقوامی قانون کا المیہ

رمضان المبارک کے بعد کرنے کے کام

سادگی:
ایک کھوئی ہوئی سنت کی بازیافت

دجال کی عالمی حکومت
اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت

اسے ہے سطوتِ شمشیر پہ گھمنڈ بہت!

پاکستان کی ایٹمی طاقت، ایران امریکہ
جنگ اور اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی

ایمان کا تقاضا: احتساب

''خسران سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی باقاعدگی سے اپنا احتساب کرتا رہے۔ ہر نماز کے بعد اور ہر دن کو ختم کرنے پر وہ یہ دیکھے کہ کسی ادنیٰ رفتار سے بھی عقائد میں، عبادات میں، اخلاق میں، تحریکی جدوجہد میں، فریضۂ سمع وطاعت میں، دعوتِ حق کے پھیلانے میں پسپائی تو نہیں ہو رہی؟ فخر وریا اور شہرت طلبی اور مفاد پسندی کی منحوس پرچھائیاں تو ذہن پر نہیں پڑ رہیں؟

خرابی جب آتی ہے تو چوروں کی طرح دم سادھے ہمارے حریم ذات میں داخل ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر اپنا زہر پھیلاتی ہے۔ آدمی نفس اور ماحول کے دباؤ سے بعض اُمور میں ہلکی ہلکی تاویلیں کرتا ہے اور انحرافی طرزِ عمل اختیار کرنے کے لیے خاصے دلائل جمع کرتا ہے، تاکہ اپنے ضمیر اور بیرونی ناقدین ومعترضین کا مقابلہ کر سکے۔ تاویلوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُصول وحدود اور مقاصد وغایات اور اخلاقی شعائر کی جو لکیریں کتاب وسنت کی روشنی میں بہت سوچ سمجھ کر لگائی گئی تھیں اور جن کی سال ہا سال تک پاسداری کی جاتی رہی ہے، اُنہیں ذرا آگے پیچھے کیا جا سکے۔ بس ایک دفعہ اگر کسی گوشے میں یہ عمل کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر دوسرے گوشوں میں بھی ایسا ہونے لگتا ہے۔ پہلے اگر پسپائی یا انحراف کا عمل انچ کے دسویں حصے تک محدود تھا تو کسی دوسرے مرحلے میں پورے انچ کا فرق پڑ جاتا ہے اور بعد ازاں کسی اور موقع پر فٹ بھر کا اور آگے چل کر میل بھر کا! تاریخ میں انسانی کردار کے لیے سنت اللہ یہی ہے کہ جو تھوڑا سا آگے بڑھنے کے لیے زور لگاتا ہے، اُسے زیادہ پیش قدمی کے لیے حالات مہیا کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو قدم کو پیچھے ہٹاتا ہے اس کو مزید پیچھے ہٹانے والے حالات پیش آتے ہیں۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى

اس خطرے سے تحفظ صرف احتساب میں ہے۔ احتساب کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے اوّلین طے کردہ حدود وقیود کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ ان خطوط وحدود میں کیا تبدیلی کی گئی۔ یوں بھی سوچا جا سکتا ہے کہ کل تک کسی معاملے میں التزام اور کسی غلط چیز سے اجتناب اور کسی خاص رویے کی پسند وناپسند کے بارے میں ایک شخص (یا سارا گروہ) کہاں قدم جمائے ہوئے تھا اور آج کہاں ہے!

نعیم صدیقیؒ
تحریکی شعور

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

مجرموں سے قیامت کے دن
کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا

سُورۃُ الرُّوم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 57 تا 59

فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یَنۡفَعُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مَعۡذِرَتُہُمۡ وَ لَا ہُمۡ یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ لَقَدۡ ضَرَبۡنَا
لِلنَّاسِ فِیۡ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ؕ وَ لَئِنۡ جِئۡتَہُمۡ بِاٰیَۃٍ لَّیَقُوۡلَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا
اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ﴿۵۸﴾ کَذٰلِکَ یَطۡبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۹﴾

آیت: ۵۷ ﴿فَیَوۡمَئِذٍ لَّا یَنۡفَعُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مَعۡذِرَتُہُمۡ﴾ ’’تو آج کے دن کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گی ظالم لوگوں کو اُن کی معذرت‘‘
جن لوگوں نے دنیا میں گناہ کی زندگی بسر کی اور ساری عمر ظلم وزیادتی کا رویہ اپنائے رکھا‘ قیامت کے دن اُن کا معذرت کرنا‘ بہانے بنانا اور معافیاں مانگنا کام نہیں آئے گا۔

﴿وَ لَا ہُمۡ یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۵۷﴾﴾ ’’اور نہ ہی اُنہیں توبہ کا موقع دیا جائے گا۔‘‘
دنیا میں ہر شخص کے لیے موت کے آثار ظاہر ہونے تک (مَا لَمۡ یُغَرۡغِرۡ) توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور جو لوگ اپنی دُنیوی زندگی میں اس موقع سے فائدہ نہ اُٹھائیں‘ قیامت کے دن اُنہیں یہ موقع فراہم نہیں کیا جائے گا۔

آیت ۵۸ ﴿وَ لَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ؕ﴾ ’’اور ہم نے تو لوگوں کے لیے قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں۔‘‘

﴿وَ لَئِنۡ جِئۡتَہُمۡ بِاٰیَۃٍ لَّیَقُوۡلَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ﴿۵۸﴾﴾ ’’اور اگر آپ لے آئیں اُن کے پاس کوئی بھی نشانی تو کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے کہ نہیں ہو تم لوگ مگر جھوٹ گھڑنے والے۔‘‘
اگر آپؐ ان لوگوں کو کوئی معجزہ دکھا بھی دیں تو یہ اسے بھی جادو قرار دے کر الٹا آپؐ پر جھوٹ کا بہتان لگا دیں گے۔

آیت: ۵۹ ﴿کَذٰلِکَ یَطۡبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۹﴾﴾ ’’اسی طرح اللہ مہر لگا دیا کرتا ہے اُن لوگوں کے دلوں پر جو علم نہیں رکھتے۔‘‘

بوڑھے والدین کی خدمت: جنت کا ٹکٹ

وَعَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((رَغِمَ اَنۡفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنۡفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنۡفُہٗ)) قِیۡلَ مَنۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ: ((مَنۡ اَدۡرَکَ وَالِدَیۡہِ عِنۡدَ الۡکِبَرِ اَحَدَھُمَا اَوۡ کِلَاھُمَا فَلَمۡ یَدۡخُلِ الۡجَنَّۃَ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اُس کی ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، ناک خاک آلود ہو۔‘‘ عرض کیا گیا حضور! کون (یعنی کس کی)؟ فرمایا: ’’جس نے ماں باپ میں سے کسی ایک کو، یا دونوں کو بڑھاپے کی عمر میں پایا۔ پھر بھی (اُن کی خدمت کر کے) جنت میں نہ جا سکا۔‘‘

حضور ﷺ نے اُس شخص پر رنج اور افسوس کا اظہار فرمایا ہے جو اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ نیک سلوک نہ کرنے کے باعث ذلت اور رُسوائی کا مستحق ٹھہرا اور اس کوتاہی کی وجہ سے بہشت سے محروم ہوا۔ گویا والدین کی خدمت درحقیقت جنت کا ٹکٹ ہے۔ البتہ اگر والدین شرک اور گناہ و معصیت کا حکم دیں تو اُن سے احسن طور پر اجتناب کرنا فرض ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

18 تا 24 شوال 1447ھ — جلد 35
7 تا 13 اپریل 2026ء — شمارہ 13

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشرقِ وسطیٰ: خونِ بے گناہ کا دریا اور بین الاقوامی قانون کا المیہ

مشرقِ وسطیٰ میں ایک بار پھر خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ فروری کے آخری دنوں میں جب عمان کے وزیرِ خارجہ نے جنیوا میں یہ خوشخبری سنائی کہ ایران نے یورینیم کی افزودگی کو کم ترین سطح تک لانے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے اور امن کی صبح قریب ہے، تو عین اُسی لمحے امریکہ اور اسرائیل نے ایران پر ایک ہی دن میں 900 سے زائد فضائی حملوں کی بوچھاڑ کر دی، جن میں سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای سمیت سینکڑوں افراد شہید ہو گئے۔ یہ محض جنگی حملہ نہیں تھا بلکہ انسانی تہذیب کے چہرے پر ایک زوردار طمانچہ تھا۔ اُس کے بعد سے لے کر یہ سطریں لکھنے تک ایران پر مسلسل حملے جاری ہیں اور جہاں تک انسانی تہذیب کی بات ہے تو یہود کی فقہ کی کتاب تالمود میں غیر یہود کو انسان نما حیوان اور کیڑے مکوڑے قرار دیا گیا ہے۔ اُسی کتاب کی بنیاد پر نیتن یاہو اور اسرائیلی و غیر اسرائیلی صہیونی دنیا میں فساد مچا رہے ہیں۔ حال ہی میں اسرائیلی کنیسٹ کا جیلوں میں قید فلسطینی مسلمانوں کو فوجی عدالتوں کے ذریعے سزائے موت دینے کا بل منظور کرنا اسلاموفوبیا کی بدترین شکل ہے۔ صہیونیوں کی درندگی اور اسلام دشمنی کا یہ عالم ہے کہ یہ بہیمانہ قانون صرف فلسطینی مسلمانوں پر ہی لاگو ہوگا جبکہ یہودیوں کو جو آئے دن فلسطینی مسلمانوں کو شہید کرتے ہیں اس قانون سے استثنا حاصل ہوگا۔

امن کی میز پر بیٹھی ہوئی قوم پر حملہ کرنا کون سا بین الاقوامی قانون ہے؟ یہ کون سی اخلاقیات ہیں؟ جب اسرائیلی بمباروں نے ایران میں لڑکیوں کے ایک سکول ’’شجرۂ طیبہ‘‘ کو نشانہ بنایا اور 170 سے زائد معصوم بچیوں کو خاک و خون میں نہلا دیا، تو دنیا بھر کی انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش تماشائی بن کر رہ گئیں۔ کیا یہ وہی ’’لبرل اقدار‘‘ ہیں جن کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے؟ ہم یہ سوال اُٹھانے میں حق بجانب ہیں کہ خواتین کے نام نہاد ’مغرب زدہ‘ حقوق اور بچیوں کی تعلیم کی علمبردار ملالہ یوسف زئی اس وقت کہاں ہے؟

ایران نے جو جوابی حملے کیے، اُن کا تناظر سمجھنا ضروری ہے۔ جب تہران نے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحرین اور قطر پر میزائل برسائے، تو یہ کوئی اچانک فیصلہ نہیں تھا۔ یہ ان خلیجی ممالک کو پیغام تھا جنہوں نے اپنی سرزمین امریکی جنگی اڈوں کے لیے فراہم کر رکھی ہے۔ ایران کا استدلال واضح ہے: جو ممالک اسرائیل اور امریکہ کی جارحیت میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شریک ہوں گے، وہ اُس کے نتائج سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

سی این این کی اطلاعات کے مطابق اس تصادم میں اب تک ایران کے 1937، لبنان کے 1801 اور اسرائیل کے سینکڑوں (جسے ہزاروں پڑھا جائے!) افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ امریکی فوجیوں کی بھی سینکڑوں ہلاکتوں کی اطلاعات ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ خون کی ہولی برابری کی جنگ ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایک طرف ایک مظلوم قوم ہے جو اپنے اور کچھ لوگوں کی نادانی کے علی الرغم بعض مسلم ممالک کی بقاء کی جنگ لڑ رہی ہے جبکہ دوسری طرف دنیا کی سب سے بڑی فوجی طاقت کی پشت پناہی میں ایک توسیع پسند ناجائز صہیونی ریاست ہے۔

گزشتہ دنوں اسلام آباد میں چار اہم مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ کا اجلاس، ایک دلچسپ پہلو ہے۔ پاکستانی تجزیہ کاروں نے صاف لفظوں میں کہا کہ ’’پاکستان ثالث کی بجائے پیغام رساں کا کردار ادا کر رہا ہے۔‘‘ یہ اعتراف اپنے اندر کئی سوالات سموئے ہوئے ہے۔ کیا مسلم ممالک واقعی امن چاہتے ہیں یا وہ محض امریکہ اور ایران کے درمیان ڈاکیے کا کام کر رہے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ مسلم دنیا کی تقسیم اور کمزوری نے اُسے مؤثر کردار سے محروم کر دیا ہے۔ جب ایک طرف ایران تنہا کھڑا ہو اور دوسری طرف خلیجی ممالک مغربی اتحاد کا حصہ بنے رہیں، تو ثالثی کیسے کارگر ہو سکتی ہے؟ یہ اجلاس شاید محض مہلت لینے کا بہانہ ہے... اسرائیل و امریکہ کے لیے اپنے مقاصد پورے کرنے کا وقت۔

لیکن اصل کہانی تو اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو کی توسیع پسندی میں چھپی ہے۔ اگست 2025ء میں اُس نے کھلے عام اعتراف کیا کہ وہ ''گریٹر اسرائیل'' کے ویژن سے ''دل و جان سے منسلک'' ہے اور اسے اپنا 'تاریخی' اور 'روحانی' مشن بھی قرار دیا۔ یہ محض الفاظ نہیں، بلکہ زمینی حقائق ہیں۔ اسرائیلی وزیر خزانہ سموٹریچ نے دو ٹوک انداز میں کہا کہ ''اسرائیل کی شمالی سرحد لیٹانی دریا ہونی چاہیے۔''

یہ بیانات نظریاتی بھی ہیں، مذہبی بھی اور ان پر تیزی سے عمل درآمد بھی ہو رہا ہے۔ غزہ کے شہر رفح اور بیت حانون کو مکمل طور پر تباہ کر کے آبادی سے خالی کر دیا گیا ہے، اور اب یہی نمونہ لبنان میں دہرایا جا رہا ہے۔ یہ منظم نسل کُشی ہے، منظم بے دخلی ہے، اور یہ سب اسرائیل کے 'حقِ دفاع'' کے پُرفریب نام پر ہو رہا ہے۔

جب اسرائیلی فوجی اپنے جنگی لباس کے badge پر ''نیل سے فرات تک'' کا نقشہ لگاتے ہیں، تو یہ محض علامت نہیں، مقصد کا اعلان ہے۔ نیتن یاہو نے ایران کے ساتھ تصادم کو اپنے توسیعی خوابوں کا ''سنہری موقع'' بنا لیا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ بعض اسرائیلی ذرائع بھی اعلان کر رہے ہیں کہ ''نیتن یاہو کی حکومت ٹرمپ کے مقابلے میں جنگ جلد ختم کرنے میں کم دلچسپی رکھتی ہے۔''

امریکہ کے کردار نے مایوس نہیں کیا بلکہ وہ روایتی منافقت پر کاربند ہے۔ ایک طرف صدر ٹرمپ امن کی بات کرتا ہے، دوسری طرف اسرائیل کو لامحدود ہتھیار فراہم کرتا ہے۔ دنیا میں اَمن قائم کرنے کے دعوے دار امریکی صدر کے بارے میں اب یہ شبہ تو رہ نہیں گیا کہ وہ ایک جنگی جنونی شخصیت کا حامل ہے۔ گزشتہ ایک سال میں جب سے وہ امریکی صدر کے عہدے پر متمکن ہے شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو کہ امن قائم کرنے کے نام پر کسی نہ کسی ملک پر حملہ نہ کیا ہو۔ حال ہی میں ایک انٹرویو کے دوران موصوف نے فرمایا کہ اس سے پہلے کہ ایرانی سپریم لیڈر علی خامنہ ای مجھے قتل کرنے کی کوشش کراتے، میں نے اُنہیں 'قتل' کر دیا، میں اُن سے بازی لے گیا۔ اس میں شک نہیں کہ امریکی صدر کو ہر حال میں بازی جیتنے کا جتنا زیادہ شوق ہے، اس کی مثال ماضی میں کم ہی ملتی ہے۔ ٹرمپ کے باؤلے پن میں اسرائیل اور خود امریکہ میں موجود طاقت ور اور جنگی جنون میں مبتلا صہیونی لابی کے علاوہ ایپسٹین فائلز نے بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ ٹرمپ کا ''رجیم چینج'' کا بیان اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ مقصد اب بھی ایران کو مذاکرات کی میز پر لانا نہیں، بلکہ اس کی حکومت گرا کر صہیونیوں کا گریٹر اسرائیل کا ابلیسی منصوبہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچانا ہے اور خاکم بدہن پاکستان کے ایٹمی دانت بھی توڑنا ہے۔

دنیا میں انسانی حقوق کے علمبرداروں کی دورخی دیکھیے کہ یورپی یونین، اقوامِ متحدہ، انسانی حقوق کی تنظیمیں سب خاموش تماشائی ہیں۔ جب فلسطینی بچے شہید ہوں تو ''پیچیدہ صورتحال'' ہوتی ہے، لیکن جب یوکرین میں جنگ ہو تو سب ''روسی جارحیت'' پر چیخ اُٹھتے ہیں۔ یہ دوہرا معیار عالمی نظام کے اخلاقی دیوالیہ پن کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کی حالیہ موت پر اُسے بے جنازہ ہی دفنا دیا گیا ہے۔

لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ کا یہ بحران کسی بین الاقوامی کانفرنس یا مغربی ثالثی سے حل نہیں ہو سکتا۔ ہم ایک عرصہ سے مشرقِ وسطیٰ کے حوالے سے امریکہ اور اسرائیل کے اہداف کو مذہبی قرار دیتے رہے ہیں لیکن جس انداز میں اسرائیل اور امریکہ کی اعلیٰ قیادتیں اب کُھل کر اسی 'سازشی تھیوری' کو بیان کر رہی ہیں، اُس نے ہمیں بھی حیران کر دیا ہے، گویا اب اُنہیں نتائج کی کوئی فکر نہیں۔ اس کا حل صرف مسلم دنیا کے پاس ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ تقسیم کی دیواریں گرا کر اتحاد کی بنیاد رکھے۔

اسلامی نظام عدل اجتماعی کا تقاضا ہے کہ اولاً، مسلم ممالک اپنے داخلی اختلافات کو مؤخر کر کے مشترکہ دشمن کے خلاف متحد ہوں۔ سنی-شیعہ تقسیم، عرب-عجم اختلاف سب دشمن کے ہتھکنڈے ہیں۔ ثانیاً، معاشی اور فوجی خود انحصاری ضروری ہے۔ جب تک مسلم ممالک امریکی ہتھیاروں اور مغربی سرمائے کے محتاج رہیں گے، ان کی آزادی نامکمل رہے گی۔ ثالثاً، فلسطین کا مسئلہ صرف فلسطینیوں کا نہیں، پوری امتِ مسلمہ کا ہے۔ قبلۂ اوّل کی آزادی کے بغیر مسلم دنیا کی عزت نامکمل ہے۔ رابعاً، قانونی اور سیاسی دباؤ کے ساتھ ساتھ عوامی شعور بیدار کرنا ضروری ہے۔ بائیکاٹ تحریکیں، سفارتی تنہائی، بین الاقوامی عدالتوں میں کیس اور دوسرے ہر محاذ پر جنگ لڑنی ہوگی۔ خمسۃً، اُمت کو متحد ہو کر طاغوت کو عسکری طور پر بھی چیلنج کرنا ہوگا۔

بہر حال، تاریخ گواہ ہے کہ ظلم کی رات خواہ کتنی ہی تاریک ہو، آخر کار صبح ضرور ہوتی ہے۔ ایران کی مزاحمت، فلسطین کی استقامت، لبنان کی قربانیاں یہ سب اسی صبح کے پیش خیمے ہیں۔ لیکن یہ صبح تب ہی آئے گی جب مسلم دنیا اپنے اختلافات بھلا کر، اپنی طاقت پہچان کر، اور اپنے دشمنوں کے خلاف متحد ہو کر کھڑی ہو جائے۔ تب ہی اللہ تعالیٰ کی نصرت شاملِ حال ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلم دنیا اپنی ذِمہ داری پہچانے، اپنے وسائل کو یکجا کرے، اور عالمی طاقتوں کو دکھا دے کہ انصاف کی طاقت، ظلم کے ہتھیاروں سے زیادہ مضبوط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور اسرائیل مذاکرات کی زبان سمجھنا نہیں چاہتے بلکہ طاقت سے ہر مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اصل سپر پاور امریکہ نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس لیے صرف اُس کی خوشنودی کے لیے ہی تمام تر اقدامات کیے جائیں۔ پاکستان کو اس خطرناک صورتِ حال میں اپنے اصل دشمن کو پہچان کر اُس کے گھیرے سے خود کو محفوظ رکھنا ہوگا۔ پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کی خواہش ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ دیے جائیں اور یہی اسرائیل کی بھی دل کی مراد ہے۔ اس کے لیے ہمیں عسکری کے ساتھ ساتھ نظریاتی تیاری بھی مکمل رکھنا ہوگی۔

عالمی سطح پر جب تک مسلمان ممالک آپس میں اتحاد اور اتفاق پیدا کر کے ایک اجتماعیت کی صورت اختیار نہیں کرتے، دشمن کا مقابلہ ممکن نہیں۔ سب کو سمجھ جانا چاہیے کہ:

یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

پس نوشت: اداریہ مکمل کرنے کے بعد یہ خبر بجلی کی طرح ہر پاکستانی پر گرائی گئی کہ پیٹرول کی قیمتوں میں فی لیٹر 137.23 اور ڈیزل کی قیمتوں میں فی لیٹر 184.49 اضافہ کر دیا گیا ہے۔ گویا پاکستان اب باضابطہ طور پر ''اشرافستان'' بن چکا ہے!

رمضان المبارک کے بعد کرنے کے کام

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 27 مارچ 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

رمضان کے مبارک ماہ سے ہم نے کیا حاصل کیا اور کیا رمضان کے طفیل ہماری زندگی میں کوئی حقیقی تبدیلی آئی یا نہیں؟ اس کا جائزہ لینا ہم سب کے لیے ضروری ہے۔ اگر کسی نے واقعتاً رمضان سے کچھ حاصل کیا ہے تو اس کی زندگی میں بہت سی تبدیلیاں اور علامات دیکھنے کو مل سکتی ہیں، ان میں سے 10 اہم علامات کا ذکر ہم یہاں کریں گے۔ ان شاء اللہ!

(1) استقامت

رمضان کے 30 دن 30 راتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائیں ۔ یہ ہمارے لیے ایک ٹریننگ کورس تھا۔ ہم سب ہی جانتے ہیں کہ دنیا میں ٹریننگ کورسز کے بعد ایگزیکیوشن کا وقت آتا ہے۔ ٹریننگ کا دورانیہ ہمیشہ کم ہوتا ہے اور پھر اس کے مطابق طویل دورانیہ تک عمل کرنا ہوتا ہے۔ گویا مہینے بھر ایک تربیت سے ہمیں گزارا گیا۔ اب 11 مہینے مسلسل ہمارا امتحان ہوگا کہ کیا واقعی ہم اس پر عمل کر رہے ہیں جو ہم نے اس تربیت میں سیکھا؟ حدیث میں فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ: اللہ کو وہ عمل پسند ہے جو مستقل بنیادوں پر کیا جائے چاہے قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ رمضان میں تو ہم نے سینکڑوں نوافل پر مشتمل تراویح بھی پڑھ لی، رمضان کے بعد فرض نماز بھی ادا کر رہے ہیں یا نہیں؟ روزے کی حالت میں ہم نے اللہ کے حکم پر حلال چیزوں سے بھی پرہیز کیا، کیا رمضان کے بعد ہم اللہ کے حکم پر حرام چیزوں کو بھی چھوڑ رہے ہیں یا نہیں؟ اس طرح کئی لحاظ سے ہم اپنا جائزہ لے سکتے ہیں کہ کیا دین پر عمل پیرا ہونے میں استقامت رمضان کے بعد بھی ہے یا نہیں؟

(2) قبولیت کی نشانی

دنیا میں عبادت یا نیک اعمال کی قبولیت کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کے بعد بھی عبادت اور نیک اعمال کی توفیق مل جائے۔ رمضان میں ہماری عبادت کی قبولیت کی علامت یہ ہوگی کہ رمضان کے بعد بھی ہم نیکی اور خیر میں آگے بڑھنے والے بن جائیں، گناہوں سے بچنے والے بن جائیں۔ اگر ایسا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ شعبان کے مقابلے میں شوال میں ہمارے کردار میں، اخلاق میں، معاملات اور عبادات میں بہتری ہو تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر غور کرنا چاہیے اور اپنی نیتوں کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ کیا واقعی رمضان میں ہماری محنتیں اللہ کی خاطر تھیں یا بس دکھاوے کے لیے تھیں کہ لوگوں نے روزہ رکھا تو ہم نے بھی رکھ لیا، لوگوں نے تراویح ادا کی تو ہم نے بھی کرلی، سینکڑوں لوگ اعتکاف کر رہے تھے تو ہم نے بھی کرلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) ”اعمال (نیکیوں) کی قبولیت کا دارومدار تو نیتوں پر ہے۔“

مرتب: ابوابراهیم

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص سے نیت بھی عطا کرے اور اپنا جائزہ لیں کہ ہم رمضان کے بعد نیکی اور خیر میں آگے بڑھ رہے ہیں یا نہیں؟

(3) شوال کے چھ روزے

رمضان کے 30 روزے فرض تھے اور اب شوال میں 6 روزے نفل ہیں۔ روزے کا اجر و ثواب اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ((اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ)) ”بے شک روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں۔“ یعنی روزے کی بدولت روحانی ترقی ہوتی ہے اور بندے کو اللہ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر رمضان کے روزے رکھ کر بندہ محسوس کرتا ہے کہ اسے اللہ کا قرب حاصل ہوا ہے تو وہ کوشش کرے گا کہ مزید اثرات حاصل ہوں اور اس کے لیے ہمارے دین میں شوال کے 6 نفل روزے رکھے گئے ہیں۔ پورے شوال کے مہینے میں وقفے وقفے سے یہ 6 روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ البتہ اگر رمضان میں کچھ روزے کسی وجہ سے چھوٹ گئے ہیں تو پہلے وہ رکھنا ضروری ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شوال کے 6 روزے رکھے، اُس نے گویا پورے سال کے روزے رکھ لیے۔ ایک تو پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا، پھر یہ کہ اللہ کا قرب بھی حاصل رہے گا اور یہ کیفیت بڑھتی چلی جائے گی۔ پھر اللہ مزید توفیق دے تو ذوالحجہ کے ابتدائی 10 دن بہت خاص ہیں۔ یہاں تک کہ رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کے علاوہ ذوالحجہ کے ابتدائی 10 دن زیادہ افضل ہیں۔ ان دس دنوں کا عمل اللہ کے ہاں بڑا مقبول ہے۔ 10 ذوالحجہ کو عیدالاضحیٰ ہوتی ہے، اس دن روزہ نہیں رکھ سکتے لیکن اس سے پہلے 9 دن روزہ رکھنے کا بڑا ثواب ہے۔ اس کے بعد محرم کا مہینہ آئے گا تو 9 اور 10 محرم کا روزہ ہے۔ اگر 11 کو بھی رکھ لیا جائے تو اور اچھی بات ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ہر مہینے 3 روزوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ پیر یا جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے۔ اگر اس سنت پر عمل کریں تو سارا سال اللہ سے قرب کی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے اور اس کے اثرات سارا سال ہم محسوس کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ فرائض کی ادائیگی میں اگر کمی کوتاہی رہ جائے تو نوافل کی ادائیگی سے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(4) حقوق العباد

رمضان المبارک میں ہم نے حدیث میں پڑھا کہ: ((وھو شھر الصبر)) ”رمضان صبر کا مہینہ ہے۔“

رمضان میں ہم نے یقیناً یہ حدیث بھی سنی ہوگی کہ حضور ﷺ نے فرمایا: رمضان میں اگر کوئی جھگڑا کرے تو کہہ دو کہ ”میں روزے سے ہوں۔“ یہ بھی ایک تربیت ہے۔ رمضان کے بعد ہم نے دیکھنا ہے کہ کیا یہ تربیت ہمارے کام آرہی ہے یا نہیں۔ کیا ہم اپنے جذبات، اپنے غصے، اپنے نفس پر کنٹرول رکھ پا رہے ہیں یا نہیں؟ دوسروں کے ساتھ ہمارے رویے میں کوئی تبدیلی آئی ہے یا نہیں؟ اسی

طرح ہم نے حدیث میں یہ بھی پڑھا کہ:
((شھر المواساۃ)) ''رمضان غم خواری کا مہینہ ہے۔'' ہمدردی کا مہینہ ہے۔

روزے کی حالت میں جب ہم خود بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ وہ غریب، مسکین اور نادار لوگ جو دو وقت کے کھانے کو ترستے ہیں، اُن پر کیا بیت رہی ہوگی۔ پھر ایسے لوگوں کی مدد کا جذبہ انسان میں بیدار ہوتا ہے۔ کس قدر خوبصورت دین ہے ہمارا اور کیا قیمتی عبادات ہیں۔ روزے کی بدولت ایک طرف اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہوتا ہے اور دوسری طرف معاشرے کے مظلوم اور بے کس طبقہ کی مدد کا جذبہ بھی پروان چڑھتا ہے۔ رمضان ان سب حوالوں سے ہماری تربیت کرتا ہے۔ رمضان کے بعد یہ تربیت ہمارے کام آرہی ہے یا نہیں؟ اس کا جائزہ ہم نے خود لینا ہے۔ رمضان کے بعد بھی اپنے غصے اور نفس پر کنٹرول ہے اور غریب اور نادار لوگوں کی مدد کا جذبہ برقرار ہے تو اس کا مطلب ہے کہ رمضان کی بدولت ہماری زندگی میں تبدیلی آئی ہے۔

(5) توبہ میں استقامت

رمضان میں ہم نے توبہ کا اہتمام کیا، اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگی، آنسو بھی بہائے، اللہ کا سچا بندہ بننے کی توفیق مانگی۔ رمضان تو چلا گیا لیکن توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ انسان خطا کا پتلا ہے۔ غلطی کسی وقت بھی ہو سکتی ہے، رمضان کے بعد بھی ہمیں اسی طرح توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ ایک حدیث میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ تب تک بندے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے جب تک موت کا غرغرہ نہ آجائے۔ توبہ اور استغفار کی طرف بلانا تمام پیغمبروں کی دعوت کا بنیادی نکتہ ہے۔ سورہ ہود میں فرمایا:
﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ﴾ (ہود: 52)
''اپنے پروردگار سے استغفار کرو پھر اسی کی طرف رجوع کرو۔''

استغفار کا مطلب ہے ماضی کے گناہوں کی بخشش مانگنا اور توبہ کا مطلب ہے پلٹ آنا۔ یعنی آئندہ کے لیے گناہوں سے پرہیز کا عہد کرلینا۔ توبہ و استغفار صرف رمضان کی 27ویں شب کو ہی مطلوب نہیں ہے بلکہ یہ مستقل عمل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ))

اگر اللہ کے رسول ﷺ اپنی نمازوں کے بعد بھی استغفار کر رہے ہیں حالانکہ وہ بخشے بخشائے ہیں تو ہمیں اپنے گناہوں پر کس قدر استغفار کرنے کی ضرورت ہوگی۔ رمضان میں ہم نے توبہ و استغفار کا خاصا اہتمام کیا لیکن رمضان کے بعد ہمارے طرزِ عمل سے پتا چلے گا کہ ہم نے سچے دل سے توبہ و استغفار کا اہتمام کیا تھا یا نہیں؟

(6) اللہ رب ہے!

رمضان کا رب باقی مہینوں کا بھی رب ہے۔ اللہ رب العالمین ہے۔ وہ صرف رمضان کا ہی رب نہیں کہ اس کے بعد ہم اُس کو بھول جائیں۔ وہ مستقل بنیادوں پر ہم سے عبادت کا تقاضا کرتا ہے۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کو پارٹ ٹائم مسلمان نہیں ہونا بلکہ ہمیں فُل ٹائم صاحب ایمان ہونا چاہیے۔ اللہ فرماتا ہے:
﴿ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً﴾ (البقرۃ: 208)
''اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

اور فرماتا ہے:
''تو کیا تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو نہیں مانتے؟ تو نہیں ہے کوئی سزا اُس کی جو یہ حرکت کرے تم میں سے 'سوائے ذلت' و رسوائی کے دنیا کی زندگی میں۔ اور قیامت کے روز وہ لوٹا دیئے جائیں گے شدید ترین عذاب کی طرف۔'' (البقرۃ: 85)

پارٹ ٹائم مسلمانی اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے کہ دل کیا تو نماز پڑھ لی، اللہ کے بعض احکامات کو مان لیا، بعض کو چھوڑ دیا۔ جو کوئی ایسا طرزِ عمل اختیار کرے تو اس کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں شدید رسوائی اور عذاب ہے۔ رمضان میں ہم جس طرح پوری نمازیں پڑھ رہے تھے، برائیوں سے بچ رہے تھے، سچا مسلمان بننے کی کوشش کر رہے تھے رمضان کے بعد پوری زندگی کے روزے میں بھی ہم نے اسی طرح سچا مسلمان بننے کی کوشش کرنی ہے۔

(7) تلاوت قرآن کا تسلسل

قرآن ہماری روح کی غذا ہے۔ یوں تو قرآن کی تلاوت فرض نماز میں بھی ہوتی ہے، فرض نمازوں کے علاوہ بھی مطلوب ہے لیکن رمضان میں اللہ تعالیٰ نے خاص کرم فرمایا ہے کہ دن کے روزے کی وجہ سے نفس کمزور ہوتا ہے اور روح بیدار ہوتی ہے، دل میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور رات کے قیام میں جب قرآن پڑھا، سنا جاتا ہے تو اس سے ہدایت کے حصول کا عمل زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ﴾ (یوسف: 53)
''یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے۔''

جو کہا جاتا ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔ وہ اصل میں نفس کی غذا تو ہو سکتی ہے کیونکہ نفس برائی پر آمادہ کرتا ہے لیکن روح بہت پاکیزہ چیز ہے اور اس کی غذا بھی بہت پاکیزہ ہے یعنی اللہ کا کلام۔ نفس کی غذا کے لیے ہم ہر وقت کھاتے پیتے ہیں، کراچی، لاہور اور اسلام آباد سمیت بڑے شہروں میں رات بھر مارکیٹیں کھلی رہتی ہیں۔ اگر نفس کی غذا کی ہمیں اتنی فکر ہے تو روح کی غذا کی بھی فکر ہونی چاہیے۔ پانچ نمازوں کے علاوہ بھی قرآن کی تلاوت ہونی چاہیے اور اسے سمجھنے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(8) گناہوں سے بچنا

رمضان میں روزے کی وجہ سے کچھ ایسی کیفیت بن جاتی ہے کہ انسان برائیوں سے بچتا ہے، کچھ تو فلمیں اور ڈرامے چھوڑ دیتے ہیں، نگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، یہ ماحول رمضان کے بعد بھی قائم رہنا چاہیے۔ رمضان تقویٰ کی حصول کے لیے ایک تربیتی دور تھا اب اس تربیت کا اثر باقی گیارہ ماہ بھی رہنا چاہیے۔

سورۃ الاعراف میں فرمایا:
﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ﴾ (الاعراف: 26)
''اور (اس سے بڑھ کر) تقویٰ کا لباس جو ہے وہ سب سے بہتر ہے۔''

ایک ظاہر کا لباس ہے اور ایک باطن کا لباس ہے۔ جس طرح ظاہری گندگی لباس کو آلودہ کر دیتی ہے، اسی طرح گناہ روح کو آلودہ کر دیتا ہے۔ جس طرح ظاہری لباس کو دھونے سے گندگی دور ہو جاتی ہے، اسی طرح تقویٰ اختیار کرنے سے روح پر لگے داغ دھبے مٹ جاتے ہیں۔ سورۃ النحل میں ذکر ہے:
''اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا لباس تیار کیا اور پھر خود ہی اُس کو پھاڑ دیا۔'' (آیت: 92)

رمضان کے پورے ماہ مشقت کر کے ہم نے تقویٰ کا لباس تیار کیا تا کہ باقی گیارہ ماہ اُس کو پہنیں۔ اس کے بعد اگر ہم گناہوں میں ملوث ہو کر اس لباس کو خود پھاڑ ڈالیں تو ہم سے بڑا بے وقوف کون ہوگا؟

(9) دعا کی کیفیت

رمضان میں ایک بہت پیاری کیفیت بندے میں پیدا ہوتی ہے اور وہ ہے دعا مانگنے کی کیفیت۔ رمضان میں بڑے خشوع و خضوع اور عاجزی کے ساتھ دعائیں مانگی جاتی ہیں، یہ کیفیت رمضان کے بعد بھی جاری رہنی چاہیے۔ ہم رمضان کے بعد بھی اللہ کے فضل و کرم اور رحمت کے محتاج ہیں اور اللہ رمضان کے بعد بھی سنتا ہے۔ رمضان میں اگر رات کو تراویح پڑھ رہے تھے تو رمضان کے بعد بھی رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھ لینی چاہیے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شب کے آخری پہر آسمان

دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے اور ندا لگاتا ہے کہ کوئی ہے مانگنے والا جس کو میں عطا کروں، کوئی ہے بخشش چاہنے والا جس کو میں بخش دوں؟ لہٰذا اپنے رب سے دعاؤں کا سلسلہ رمضان کے بعد بھی جاری رہنا چاہیے۔

(10) رمضان کا حاصل

رمضان میں ہماری جو تربیت ہوئی، اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کا حاصل پوری زندگی میں نظر آ رہا ہے یا نہیں۔ رمضان میں ہم نے اللہ کے حکم پر حلال چیزوں کو چھوڑ دیا تو رمضان کے بعد حرام چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رہے ہیں یا نہیں؟ ہم سب کو اپنا جائزہ لینا چاہیے اور اس جائزے کے لیے درج بالا 10 نکات ہم نے پیش کیے۔ رمضان کی بدولت ہماری زندگی میں واقعی کوئی مثبت تبدیلی آئی ہے تو اس کو برقرار رکھنے کے لیے مزید 3 گزارشات ہم پیش کریں گے۔

(1) کسی ایک نیک عمل پر تسلسل اختیار کرنے کی یا برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ مثلاً پہلے اگر نماز میں کوتاہی تھی تو اب پنج وقتہ نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے والے بن جائیں۔ رمضان میں اگر سینکڑوں رکعات تراویح میں ادا کیں تو اب فرائض ادا کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہونی چاہیے۔ رمضان میں پورا مہینہ سحری کے لیے ہم جاگے، طاق راتوں میں پوری رات جاگ کر عبادت کی، دعائیں مانگیں، رمضان کے بعد فجر کی نماز ادا کرنے میں کیا مشکل ہے؟ روزے کی حالت میں ہم نے سگریٹ پان گٹکا چھوڑ دیا، رمضان کے بعد اسی تسلسل کو برقرار رکھیں تو کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ اپنی صحت کی بربادی، اپنے بچوں کی صحت کی بربادی، جان اور مال کی بربادی سمیت کئی منفی اثرات سے بچ جائیں گے۔ اگر نشے کی لت لگی ہوئی ہے تو اس سے جان چھڑالیں۔ یہ بھی نیکی ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو حرام چیزوں سے بچاتا ہے اس کا مقام اللہ کے ہاں اُس شخص جیسا ہے جو روزانہ رات کو نوافل ادا کرتا ہے اور دن میں روزے رکھتا ہے۔ بہرحال رمضان کا حاصل یہ ہے کہ حرام چیزوں سے بچنے کا عہد کرلیں اور کم از کم کسی ایک نیکی پر تسلسل اختیار کرنے سے آغاز کریں تو ان شاء اللہ یہ ہماری رمضان کی قبولیت کی ایک علامت بن جائے گی۔

(2) اُمت کے زوال کی سب سے بڑی وجہ قرآن سے دوری ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے عوام کو قرآن سے جوڑنے کے لیے جس طرح دورۂ ترجمہ قرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا، اسی طرح انہوں نے رجوع الی القرآن کورسز کا بھی آغاز کیا تھا۔ تنظیم اسلامی، انجمن ہائے خدام القرآن، قرآن اکیڈمیز کے زیر اہتمام پورے پاکستان میں رجوع الی القرآن کورسز رمضان کے بعد شروع ہو رہے ہیں۔ یہ 10 ماہ کا کورس ہوتا ہے۔ 6 اپریل سے کراچی اور حیدر آباد کے کئی مقامات پر یہ کورس شروع ہو رہا ہے۔ صبح 9 بجے سے دوپہر 1 بجے تک ٹائمنگ ہوگی۔ لاہور، اسلام آباد، پشاور سمیت باقی شہروں میں بھی اعلان ہو چکا ہے جس کی تفصیلات تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ (www.tanzeem.org) سے مل جائے گی۔ ڈاکٹرز، انجینئرز، پروفیشنلز، طلبہ، گورنمنٹ سرونٹس سمیت ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ ان کورسز سے استفادہ کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ کوشش کریں کہ ان کورسز میں حصہ لیں۔ خاص طور پر تنظیم اسلامی کے رفقاء کو لازماً ان کورسز میں حصہ لینا چاہیے کیونکہ قرآن کو سیکھنے کے بعد ہی قرآن کی بہتر تعلیم دوسروں کو دی جاسکتی ہے۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے۔

(3) ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے لوگ بہت محبت کرتے ہیں، ان کے کلپس سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہے ہیں، ہر کوئی ان کو سنتا ہے۔ اس محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ڈاکٹر صاحبؒ کی تنظیم میں شامل ہو کر دین کی عملی خدمت کریں۔ رمضان میں نیکی کا ماحول ہوتا ہے، رمضان کے بعد یہ ماحول خود پیدا کریں۔ سورۃ توبہ میں اللہ فرماتا ہے:

﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝١١٩﴾

''اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔''

جب آپ اجتماعیت اختیار کریں گے تو نیکی کا ماحول آپ کو خود بخود میسر آ جائے گا۔ ایسے ماحول میں دین پر عمل پیرا ہونا اور برائی سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ لہٰذا آگے بڑھیں اور ڈاکٹر صاحبؒ کے قائم کیے ادارے تنظیم اسلامی یا انجمن ہائے خدام القرآن میں شمولیت اختیار کریں تا کہ مزید نیکی کی توفیق حاصل ہو جائے۔ آمین!

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

3) سٹیٹ بینک کا حکم نامہ برائے کمرشل بینکس 1980ء: اس سرکلر میں تمام کمرشل بینکوں کو ہدایت کی گئی کہ یکم جنوری 1981ء سے کونسل کی رپورٹ کے مطابق اپنے آپریشنز کو اسلامی خطوط پر استوار کرلیں۔ یعنی آئندہ سے نہ تو interest-bearing deposits قبول کریں اور نہ ہی interest-bearing lending جاری کریں۔ کھاتہ داروں کے لیے پہلے سے جاری کرنٹ اکاؤنٹ کو برقرار رکھتے ہوئے سیونگ اکاؤنٹ کی بجائے پی ایل ایس اکاؤنٹ شروع کیا گیا اور تجارتی و صنعتی سرمایہ کاری کے لیے بینکوں کو مندرجہ ذیل 12 متبادل صورتوں کا پابند کیا گیا:

☆ مضاربہ ☆ مشارکہ
☆ اجارہ ☆ اجارہ واقتناء
☆ equity participation ☆ rent sharing
☆ اشیاء کی خرید وفروخت کے لیے بیع مرابحہ کی صورت میں مارک اپ فنانسنگ
☆ جائیداد کی خرید کے لیے buy back معاہدات
☆ ٹریڈ بلز ☆ Participatory Term Certificates
☆ سروس چارجز کی بنیاد پر غیر سودی قرضے
☆ قرضِ حسنہ

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1441 دن گزر چکے!

سادگی: ایک کھوئی ہوئی سنت کی بازیافت

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ عظمت ہمیشہ سادگی کے بطن سے جنم لیتی ہے۔ جب انسان تکلف، نمود ونمائش اور ظاہری چمک دمک میں اُلجھ جاتا ہے تو اُس کا باطن کھوکھلا ہوجاتا ہے، اور جب وہ سادگی اختیار کرتا ہے تو اُس کے اندر ٹھہراؤ، سکون اور وقار پیدا ہوجاتا ہے۔ اسلام ایک ایسا مکمل ضابطۂ حیات ہے جس نے انسان کو زندگی کے ہر پہلو میں اعتدال اور سادگی کی تعلیم دی ہے۔ سادگی غربت یا کم وسائل کا نام نہیں بلکہ یہ ایک شعوری انتخاب، ایک فکری بلندی اور ایک روحانی مقام ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ)) ''سادگی ایمان کا حصہ ہے۔'' (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ ؓ)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک مومن کی زندگی تصنع، بناوٹ اور تکلفات سے پاک ہوتی ہے۔ یہ حدیث اس بات کا اعلان ہے کہ سادگی محض ایک اخلاقی خوبی نہیں بلکہ ایک ایمانی کیفیت ہے۔ جو شخص سادگی اختیار کرتا ہے وہ دراصل اللہ پر اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔ ایک مومن خواہشات کی اندھی تقلید کی بجائے اپنی ضروریات کو مختصر اور محدود رکھتا ہے۔ جب کسی انسان کی نفاست اور وقار مادی سہاروں کی محتاج نہیں رہتی تو سادگی جنم لیتی ہے۔ سادگی کا تعلق انسان کے مزاج سے بھی ہے اور اس کے طرزِ زندگی سے بھی۔

سادگی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان نعمتوں سے منہ موڑ لے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نعمتیں انسان کے ہاتھ میں ہوں، دل میں نہیں۔ آج کا انسان چیزوں کا مالک نہیں رہا بلکہ چیزیں اُس کی مالک بن چکی ہیں۔ لباس، رہائش، کھانا، یا شادی بیاہ حتیٰ کہ عبادات بھی نمود ونمائش کی زد میں آ چکی ہیں۔ اسلام اس طرزِ فکر کو رد کرتا ہے اور انسان کو فطرت کی طرف لوٹنے کی دعوت دیتا ہے۔

ہم سادگی کیوں نہیں اپناتے؟ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ہمارا پورا معاشرہ نمود ونمائش، تصنع اور تکلف کا عادی ہوچکا ہے۔ ہم اپنے ظاہری Status کو بلند سے بلند تر کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو دکھانا بھی چاہتے ہیں کہ دیکھو یہ ہے ہمارا لائف سٹائل، یہ ہے ہمارا Status! دراصل لائف سٹائل کے دکھاوے کے لیے دولت کا اسراف ایک لازمی عنصر ہے۔ دراصل اسراف، نمود ونمائش، تصنع اور تکلف سادگی کے راستہ کی دیواریں ہیں۔ فی زمانہ اسراف کھانے پینے اور سونے سے لے کر خود اپنے اوپر خرچ کرنے تک، ہر معاملہ میں ہو رہا ہے۔ اسراف کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ انسان کی زندگی میں آرام وآسائش اور سہولتیں جائز حدود سے تجاوز کر جائیں۔

نمود ونمائش سے مراد اپنی مالی حیثیت اور شان و شوکت کا غیر ضروری دکھاوا ہے اور نمائش ہے۔ علاوہ ازیں کچھ لوگوں کی مالی حیثیت کمزور ہوتی ہے مگر وہ لباس اور شادی بیاہ کے مواقع پر معاشرہ کے جبر کی وجہ سے اپنی حیثیت سے بڑھ کر نمود ونمائش سے کام لیتے ہیں۔

تصنع کسی بھی غیر ضروری، غیر فطری طریقہ کار یا بناوٹی انداز اختیار کرنے کا نام ہے اور بے جا پیسہ اُڑانے کو تبذیر کہا جاتا ہے۔

تکلف ایک خوبصورت معصوم جذبے کے حوالے سے ایسا بلا جواز اہتمام اور معاملہ کا نام ہے جو غیر معمولی مشکل کا باعث بنے۔

مثال کے طور پر اگر کبھی اچانک عین کھانے کے وقت کوئی مہمان ہمارے گھر آ جائے تو بجائے اس کے کہ ہم فوری طور پر اس کے لیے اچھا کھانا بنانے لگ جائیں یا بازار سے کھانا منگوائیں، جو کھانا گھر میں پکا ہوا ہے، وہی اُس وقت مہمان کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیا جائے۔ شادی بیاہ کے مواقع پر گھر پر چراغاں نہ کیا جائے۔ بہت ساری ڈشوں کی بجائے ایک ہی ڈش پر اکتفا کر لیا جائے اور اس معاملے میں لوگوں کی باتیں بنانے کی پرواہ نہ کی جائے۔ گھر میں بھی روز مرہ کھانے کے موقع پر ایک ہی سالن پر گزارا کر لیا جائے۔ عید میلاد النبی، 15 شعبان اور رمضان المبارک میں ختم قرآن کے مواقع پر خواہ مخواہ چراغاں کرکے بجلی ضائع کی جاتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 26 اور 27 میں رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرنے اور فضول خرچی سے بچنے کا حکم ایک ساتھ دیا ہے:
﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝۲۶ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ﴾ ''اور قرابت دار کو اس کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو بھی، اور فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔''

حضرت ابو برزہ اسلمی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن کسی بندے کے قدم اُس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہل سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے:

1۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں خرچ کیا؟
2۔ اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا؟
3۔ اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا؟
4۔ اور کہاں خرچ کیا؟
5۔ اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اُسے کس کام میں کھپایا۔ (جامع الترمذی ومسند احمد)

قرآن وحدیث سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ حلال اور حرام کیا ہے اور ان کی حدود کیا ہیں تاہم اسراف سے بچنے کا معاملہ خود انسان کے اپنے شعور پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ سیرتِ رسول ﷺ سے اصول اخذ کرتا رہے اور اپنے معاملات کا خود ہی جائزہ لیتے ہوئے خود کو حدود کے اندر رکھنے کے لیے ان اصولوں کا انطباق کرتا رہے۔ جب ہم اپنا مال درست جگہ اور درست مقصد میں خرچ نہیں کریں گے تو معاشرے میں مستحق لوگوں کی حق تلفی ہوگی۔

آج انسان بے شمار سہولتوں کے باوجود بے چین اور بے سکون ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی خواہشات کی پیروی، دکھاوا، نمود ونمائش اور عیش پرستانہ زندگی کو ضرورت میں شمار کر لیا ہے۔ ظاہر ہے پھر ان نام نہاد ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے انسان کو پیسے کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے، اس طرح وہ صبح سے شام تک بھاگ دوڑ کرکے جو کچھ کماتا ہے وہ ان گلچھروں میں اُڑا دیتا ہے۔ ہمیں ضرورت اور خواہش کے درمیان فرق کو سمجھنا ہوگا۔ سادگی انسان کو اسی فرق کا شعور دیتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ)) ''وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا، اُسے ضرورت کے مطابق رزق ملا اور اللہ نے اُسے اس پر قناعت عطا فرما دی۔'' (صحیح مسلم)

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اصل کامیابی زیادہ حاصل کرنے میں نہیں بلکہ جو ملا ہے، اُس پر مطمئن رہنے میں ہے۔

سادگی صرف فرد کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کو متوازن بناتی ہے۔ جب امیر سادگی اختیار کرتا ہے تو غریب احساسِ کمتری میں مبتلا نہیں ہوتا اور وہ بھی اپنے رزق پر خوشی سے قناعت کرتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دعوتوں میں بے تحاشا ڈشیں بنانی ختم کر دیں۔ مہمان کی تواضع میں سادگی اختیار کریں، شادی بیاہ میں کھانے اور کپڑوں میں سادگی اختیار کریں، اور اپنی دعوتوں میں غریب رشتہ داروں اور دوستوں کو ضرور یاد رکھیں۔ اس طرح غریبوں اور نچلے متوسط طبقہ کے لوگوں میں بھی اعتماد پیدا ہوگا۔ وہ بھی سکھ کا سانس لیں گے اور ہمارے پاس آنے اور ہم سے ملنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں کریں گے۔ معاشرے میں بھائی چارہ اور اخوت میں اضافہ ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُونَةً))''سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔''(مسند احمد)

جو شخص سادگی اختیار کرتا ہے وہ دوسروں کی نظروں میں گرنے کے بجائے بلند ہوتا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کو متاثر کرنے کے بجائے اللہ کو راضی کرنے کی فکر کرتا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے: ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ))''جو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ اُسے بلند فرما دیتا ہے۔''

سادگی دراصل عاجزی کی عملی شکل ہے، اور عاجزی رفعت کا ذریعہ ہے۔ سادگی کوئی پرانی یا فرسودہ قدر نہیں بلکہ ہر دور کی ضرورت ہے۔ یہ انسان کو خود اس کے بوجھ سے آزاد کرتی ہے۔ آج ہمیں بڑے بڑے گھروں، قیمتی کپڑوں اور پُرتعیش تقریبات کی نہیں بلکہ بڑے دل، صاف نیت اور سادہ زندگی کی ضرورت ہے۔ سادگی ہمیں مقابلہ بازی سے نکال کر مقصدیت کی طرف لاتی ہے، ہمیں دکھاوے سے بچا کر حقیقت سے جوڑتی ہے۔

آج اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی میں سکون ہو، ہمارے رشتوں میں خلوص ہو اور ہمارے معاشرہ میں توازن ہو تو ہمیں سادگی کو دوبارہ اپنانا ہوگا۔ بطور مجبوری نہیں، بلکہ بطور شعور، بطور انتخاب اور بطور سنت رسول ﷺ

آیئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنَا بِمَا رَزَقْتَنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَا اَعْطَيْتَنَا ''اے اللہ جو رزق تو نے ہمیں عطا کیا ہے، اُس پر ہمیں قناعت عطا فرما اور جو کچھ تو نے ہمیں عطا کیا ہے اُس میں برکت عطا فرما۔''

❀❀❀

پریس ریلیز 3 اپریل 2026ء

ایک ہی ماہ میں دوسری مرتبہ حکومت کا عوام پر پیٹرول بم گرانا انتہائی شرمناک ہے۔ خطے کے دیگر تمام ممالک نے عوام کو ریلیف دینے کے لیے اشرافیہ کی مراعات کو کم کیا ہے۔ حکومتی اہلکاروں، ریاستی اداروں، ججوں اور پارلیمان کے ممبران کی پُرتعیش مراعات کم کر کے عوام کو ریلیف دیا جائے۔

شجاع الدین شیخ

ایک ہی ماہ میں دوسری مرتبہ حکومت کا عوام پر پیٹرول بم گرانا انتہائی شرمناک ہے۔ خطے کے دیگر تمام ممالک نے عوام کو ریلیف دینے کے لیے اشرافیہ کی مراعات کو کم کیا ہے۔ حکومتی اہلکاروں، ریاستی اداروں، ججوں اور پارلیمان کے ممبران کی پُرتعیش مراعات کم کر کے عوام کو ریلیف دیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ، اسرائیل کی ایران پر جاری مسلسل جارحیت کے جواب میں ایران نے آبنائے ہرمز بند کر رکھی ہے، جس کی وجہ سے دنیا بھر میں خام تیل کا بحران پیدا ہوگیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جنگ کے آغاز سے قبل ہی مستقبل کے حوالے سے منصوبہ بندی کرنے والے تمام ممالک نے نہ صرف متوقع بحرانی کیفیت سے نمٹنے اور عوام پر کم سے کم بوجھ ڈالنے کے لیے تیل کے ذخائر جمع کر رکھے تھے بلکہ تیل، گیس اور توانائی کے متبادل ذرائع کا بندوبست بھی شروع کر دیا تھا۔ ہمارے ہی خطے میں بنگلہ دیش اور سری لنکا نے سرکاری ملازمین، ممبرانِ پارلیمان اور ججوں کی تنخواہوں اور مراعات کو کم کر دیا تھا۔ لیکن شومئ قسمت دیکھیے کہ پاکستان نے، جو باضابطہ طور پر اب 'اشرافستان' بن چکا ہے، حکومتی اور سرکاری سطح پر نہ صرف متوقع معاشی بحران کے لیے کوئی پیش بندی نہیں کی بلکہ اب بھی معاشی تنگی کے اثرات کو اشرافیہ پر منتقل کرنے کی بجائے پہلے سے مہنگائی میں بُری طرح پسی ہوئی عوام پر ایک بار پھر پیٹرول بم چلا دیا ہے، جس سے غریب اور متوسط طبقہ کے لیے ایک وقت کے کھانے کا انتظام کرنا بھی دوبھر ہوگیا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ پیٹرول، ڈیزل اور خام تیل سے بننے والی دیگر اشیاء کے اس ہوش رُبا اضافہ کو فوری طور پر واپس لے کر معاشی مصائب کا زیادہ سے زیادہ بوجھ اُس اشرافیہ پر ڈالا جائے جس نے گزشتہ 78 برس سے عوام کا خون چوس کر ملک میں اور بیرونِ ملک بڑی بڑی جائیدادیں اور کاروبار کھڑے کر رکھے ہیں اور اُن میں اکثریت نے کالے دھن اور کرپشن کے ذریعے دولت کے انبار اکٹھے کر رکھے ہیں۔ پھر یہ کہ مملکتِ خداداد پاکستان کا بڑا معاشی مسئلہ سودی قرض ہے جو مارچ 2026ء میں 90 کھرب روپے سے بھی تجاوز کر چکا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کے معاشی مسائل کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ملکی معیشت کو مکمل طور پر اسلام کے اصولوں کے مطابق استوار کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کو اپنا کر ہی اشرافیہ سے لوٹی ہوئی رقم واپس حاصل کی جا سکتی ہے جس کو عوامی ریلیف کے لیے استعمال میں لایا جانا چاہیے۔ اسلامی نظام کے تحت ہی کالے دھن اور کرپشن میں ملوث اشرافیہ کو قرار واقعی سزا دے کر سب کے لیے مقامِ عبرت بھی بنایا جا سکتا ہے۔ صرف اسی طرح ملک میں حقیقی استحکام اور خوشحالی آسکتی ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

دجال کی عالمی حکومت اور نیو ورلڈ آرڈر کی حقیقت

رفیق چودھری

قسط اوّل

اللہ کے آخری رسول ﷺ کی احادیث مبارکہ میں آخری زمانے کے متعلق جو خبریں وارد ہوئی ہیں، وہ ایک ایک کر کے پوری ہوتی جا رہی ہیں، معرکہ حق و باطل اپنے عروج کی جانب بڑھ رہا ہے، احادیث میں جس بڑی جنگ الملحمۃ الکبریٰ (آرمیگاڈان) کا ذکر ہے، بظاہر شروع ہوتی دکھائی دیتی ہے اور اس کے بعد دجال کے خروج کا زمانہ بھی قریب معلوم ہو رہا ہے۔ اس سارے پس منظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اُمتِ مسلمہ دجال کے فتنوں اور لشکرِ دجال کے منصوبوں سے باخبر ہو اور ہم سب اس کے مقابلے میں الٰہی منصوبے کا ساتھ دیں۔ درج ذیل سلسلۂ تحریر میں پہلے ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ تجزیہ پیش کریں گے کہ امرِ ربی کیا ہے اور عالمِ خلق میں کیسے غالب ہو کر رہے گا اور اس کے بعد ابلیس کے منصوبے اور کفار کے عزائم اور دجال کے عالمی نظام کی حقیقت کو آشکار کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

الٰہی منصوبہ اور شام کی فضیلت

اسلام کے ابتدائی دور میں شام کی سرزمین (بلادِ شام) میں فلسطین، اُردن اور لبنان بھی شامل تھے۔ قرآن و حدیث میں اس سرزمین کی فضیلت کئی لحاظ سے بیان ہوئی ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾﴾ (الانبیاء) ”اور ہم ابراہیمؑ کو اور لوطؑ کو بچا کر اُس سرزمین کی طرف نکال لے گئے جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں، سب جہان والوں کے لیے۔“

علماء اور مفسرین کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ اس سرزمین سے مراد شام ہے کیونکہ حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کی ہجرت عراق سے شام کی طرف تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سرزمین میں پناہ دی جب نمرود کا فتنہ اپنے عروج پر تھا۔ نمرود نے بھی دجال کی طرح خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا۔ اللہ کے دین پر چلنے والوں کے لیے اس کی بادشاہت میں کوئی جگہ نہ تھی۔ اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کے دین کی دعوت دینے کی پاداش میں آگ میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپؑ کو آگ سے بچایا اور حکم دیا کہ آپؑ شام کی طرف ہجرت کر جائیں۔ اسی طرح آخری دور میں جب فتنہ دجال اپنے عروج پر ہوگا اور زمین پر کہیں بھی اہل ایمان کے لیے ایمان کے ساتھ جینے کی گنجائش باقی نہیں رہے گی تو اُس وقت شام ہی اہل ایمان کا ٹھکانہ ہوگا اور پوری دنیا سے اہل ایمان ہجرت کر کے اسی طرح شام کی طرف آئیں گے جس طرح شروع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی تھی۔ اس بات کی تائید کئی دیگر احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”ہجرت (مدینہ) کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی اور زمین پر موجود بہترین لوگ حضرت ابراہیم کی ہجرت کی جگہ کی طرف ہجرت کریں گے اور بقیہ زمین پر صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔“ (مشکوٰۃ المصابیح)

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ’صحیح‘ قرار دیا ہے۔ مفسرین کے نزدیک یہ دورِ فتن کی ہجرت ہے اور اسے مدینہ کی ہجرت کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ ہجرتِ مدینہ مشرکین مکہ کے ظلم و جبر کی وجہ سے ہوئی اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے سبب سے عظیم سلطنت اسلامیہ کے قیام کی نہ صرف راہ ہموار ہوئی بلکہ مدینہ منورہ خلافتِ اسلامیہ کا مرکز اوّل بھی قرار پایا۔ اسلام میں آخری ہجرت کفار اور اُن کے ایجنٹوں کے ظلم و جبر کے سبب بلادِ شام کی طرف ہوگی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی سرزمین ہے اور اسی سرزمین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے بعد دوسری بار خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کی بنیاد رکھیں گے۔ یعنی اسلام کے ابتدائی عروج کا مرکز مدینہ تھا تو انتہائی عروج کا مرکز ارضِ مقدس ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے ایک لطیف نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ خلق و امر میں مبدا و معاد مکہ اور شام ہیں۔ یعنی اللہ کے دین کی ابتدا اور ظہور مکہ سے ہوا اور اس کا کمال و عروج شام میں حضرت عیسیٰؑ کے ظہور سے حاصل ہوگا کیونکہ اس وقت اسلام پوری دنیا پر غالب ہوگا۔ جیسا کہ بعض روایات میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے نزول کے بارے میں یہی بشارت منقول ہے کہ دمشق کی مشرقی جانب موجود سفید مینارہ پر دو فرشتوں کے پَروں پر ہاتھ رکھے اُن کا نزول ہوگا۔

آخری زمانے کے لحاظ سے شام کی سرزمین کی اس خصوصی اہمیت کے تناظر میں دورِ فتن کی احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو ان احادیث میں جو پیشین گوئیاں کی گئی ہیں اور جو اس سرزمین کی فضیلت بیان کی گئی ہے، وہ واضح طور پر سمجھ میں آسکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے دین اسلام کا معاملہ یہ ہوگا کہ تم لشکروں کی صورت میں بٹ جاؤ گے۔ ایک لشکر شام میں، ایک عراق میں اور ایک یمن میں ہوگا“۔ ابن حوالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں اُس زمانے کو پالوں تو مجھے اس بارے میں کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شام کو پکڑ لے کیونکہ وہ اللہ کی زمینوں میں سے بہتر سرزمین ہے۔ اللہ کے بہترین بندے اس کی طرف کھنچے چلے جائیں گے۔“ (سنن ابی داؤد)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں: ”اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ کتاب کا عمود میرے سر کے نیچے سے کھینچ لیا گیا‘ پس مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اب یہ جانے والا ہے تو میری نگاہ نے اُس کا پیچھا کیا اور وہ شام تک پہنچ گئی۔ خبردار! فتنوں کے وقت ایمان شام کی سرزمین میں ہوگا۔“ (مسند احمد)

طوفانِ نوح کے بعد پہلی بار فتنۂ دجال جیسا بڑا فتنہ ابلیس نے نمرود کے ذریعے پھیلایا تھا تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسلام کے پیروکاروں کے لیے بہترین سرزمین شام تھی اور آخری دور میں جب بالکل اسی طرح کا فتنہ اپنے عروج پر ہوگا جس میں دجال کی عالمی حکومت قائم ہوگی اور وہ نمرود کی طرح ہی خدائی کا دعویٰ کرے گا تو اس وقت بھی شام کی سرزمین ہی اہل ایمان کے لیے بہترین جگہ ہوگی کیونکہ وہ دجال کے خلاف جنگ کریں گے اور وہ بہترین لوگ ہوں گے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”شام کے لیے خوشخبری ہو“۔ ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کس وجہ سے خوشخبری؟ تو آپؐ نے فرمایا: ”رحمٰن کے فرشتوں نے اپنے پر شام پر پھیلائے ہوئے ہیں۔“ (سنن الترمذی)

یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آخری زمانے میں اصل جہاد اور عالمی نظامِ خلافت کے قیام کا آغاز بلادِ شام سے ہی ہوگا کیونکہ رحمٰن کے فرشتوں نے جس سرزمین پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں، وہیں پر اہلِ ایمان کو اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہوگی اور وہیں سے خلافت کا احیاء ہوگا۔ اللہ کی رحمت کے یہ سائے ہم حماس کی جدوجہد کے ضمن میں دیکھ رہے ہیں کہ پوری دنیا کے سلیم الفطرت لوگوں کی ہمدردیاں فلسطینی مجاہدین اور عوام کے ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ غیر مسلم بھی اُن کے حق میں مظاہرے کر رہے ہیں۔ اُن کی حمایت میں امریکہ اور یورپ کی یونیورسٹیوں کے طلبہ نے تشدد اور سزائیں تک برداشت کیں۔ اسی طرح (آج کے) شام میں بشارالاسد نے کیمیائی ہتھیاروں اور مختلف طریقوں سے مسلمانوں کی نسل کشی شروع کی تو اکثریت میں دنیا کے لوگوں کے دل شام کے مسلمانوں کی طرف پھر گئے۔ وہ دنیا جو جہاد کو دہشت گردی سمجھتی تھی، اب شام اور فلسطین کے مجاہدین کی حمایت کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کی رحمت جس طرف ہوگی، لوگوں کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ اُسی طرف پھیر دیتا ہے۔

اگرچہ شام کے مجاہدین کی قیادت اس وقت شکوک وشبہات کا شکار ہے، اسی طرح فلسطین کی بعض تنظیم کے حوالے سے بھی لوگوں کے تحفظات ہوں گے لیکن بلادِ شام کے مجاہدین بحیثیت مجموعی غلط نہیں ہوسکتے۔ اسی صورت حال کو بعض احادیث مزید واضح کرتی ہیں۔ حضرت سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اُنہوں نے کہا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں نے گھوڑوں کو حقیر سمجھ لیا ہے اور ہتھیار رکھ دیئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اب کوئی جہاد نہیں ہے، جنگ ختم ہوچکی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ جنگ تو اب شروع ہوئی ہے۔ اور میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ کچھ اقوام کے دلوں کو ان کی خاطر کجی میں مبتلا رکھے گا اور انہیں ان قوموں کے ذریعے رزق دے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے اور اللہ کا وعدہ آجائے۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک کے لیے خیر باندھ دی گئی ہے۔ میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ مجھے اٹھا لیا جائے گا اور تم مختلف فرقوں کی صورت میں بٹ جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ ان حالات میں شام اہلِ ایمان کا گھر ہوگا۔" (سنن النسائی)

بلادِ شام کے انہی مجاہدین میں سے ایک گروہ ہوگا جو ہمیشہ دینِ ابراہیمؑ یعنی اسلام پر قائم رہے گا اور غالب گمان ہے کہ حضرت مہدی کی امارت میں اس کے دفاع میں جہاد کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور ان کی قیادت میں یہ گروہ دجال کے خلاف لڑے گا اور دجال کو حضرت عیسیٰؑ قتل کریں گے اور یوں اسرائیل کے ساتھ صہیونیت کا صفایا بھی ہوجائے گا۔ ہمارے خیال سے اس عظیم جنگ کی ابتدا ہوچکی ہے۔ بلادِ شام (فلسطین، شام، لبنان) میں لڑنے والے مجاہدین میں سے ہی کوئی گروہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے منصوبے کی تکمیل کے لیے لڑ رہا ہوگا اور مشرق (خراسان) یعنی پاکستان، افغانستان، ایران اور چند وسطی ایشیائی ممالک سے لشکر اُن کی نصرت کریں گے۔ اس کے مقابلے میں کفار کا بھی ایک منصوبہ ہے جس کے لیے وہ اس گروہ کے خلاف سخت کارروائیاں کریں گے بلکہ صحیح تر الفاظ میں کر رہے ہیں۔ مگر اللہ کا منصوبہ ہے کہ یہ جہاد اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کو شکست نہ ہوجائے اور پوری دنیا پر دینِ ابراہیم یعنی اسلام کا غلبہ نہ ہوجائے۔

آئندہ قسط میں کفار کے منصوبے اور اُن کے دعوؤں کی اصل حقیقت کے بارے میں جاننے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ!

❀❀❀

قارئین نوٹ فرمالیں کہ تحریر میں جہاں بلادِ شام کا تذکرہ ہے، وہ حضور ﷺ کے دور کی جغرافیائی حدود کے مطابق ہے اور اس سے صرف آج کا ملک شام مراد نہیں۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پوٹھوہار کے سابقہ معتمد حلقہ محترم محمد زمان کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0312-5483568

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر لڑکا، عمر 30 سال، تعلیم ڈاکٹر آف فارمیسی (Pharm-D) مختصر درسِ نظامی (5 سالہ) معروف ادارے میں ملازمت، کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0314-4129111

☆ ملتان میں رہائش پذیر ملتزم رفیق کو اپنی حافظ قرآن بیٹی، عمر 20 سال، تعلیم ایف ایس سی، (مزید تعلیم جاری) صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-6336204

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم ماسٹر ان ماس کمیونیکیشن، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4937832

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کلفٹن تنظیم کے نقیب اسرہ محترم ذکی رضوان عثمانی کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0300-8243434

☆ حلقہ کراچی وسطی، یونیورسٹی روڈ گلشن کے ملتزم رفیق محترم سید سلمان حیدر کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0301-2179489

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر 1 کے رفیق محترم فہد خلیل کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0302-8200624

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر 1 کے نقیب محترم محمد اسماعیل کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-3501187

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اسے ہے سطوتِ شمشیر پہ گھمنڈ بہت!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا گھن چکروں میں پڑی ہے۔ مگر چھوڑیئے اسے اور لاہور کی کہانی پڑھیے۔ لاہور بڑا متبرک شہر ہے جس بارے مشہور ہے کہ جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ ہوا کچھ یوں کہ لاہور کے ذہنی امراض کے ہسپتال سے ایک صاحب صبح سویرے اُٹھے، گارڈ کو سوتا چھوڑ کر، ایمبولینس کی چابی اٹھائی اور چل دیئے۔ 14 کلومیٹر دور 'شاہدرہ ٹیچنگ ہسپتال' پہنچ کر وہاں انتظامیہ کو مطلع کیا کہ انہیں نئے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت سے چارج لینے کو بھیجا گیا ہے۔ یہ حضرت پیشہ ورانہ اندازِ گفتگو، اصطلاحاتی مہارت کی بنا پر ہاتھوں ہاتھ لیے گئے۔ چل پھر کر ہسپتال کا کچھ معائنہ بھی فرمایا۔ تاہم ایک مقامی اعلیٰ افسر نے حکامِ بالا سے تصدیق چاہی کہ یہ اچانک فیصلہ کر کے نیا ایم ایس کیوں بھیجا گیا! ہوش کچھ ٹھکانے لگنے اور افسرانہ رعب داب سے بحال ہونے پر افسران کی نگاہ پڑی کہ موصوف کے یونیفارم کوٹ پر PIMH لکھا رکھا تھا۔ یعنی پنجاب مینٹل ہیلتھ کے ادارے کا نام! انہوں نے فوراً وہاں کے ایم ایس سے رابطہ کیا تو تصدیق ہوئی کہ ایک ذہنی مریض ایمبولینس سمیت لاپتہ ہے۔ تصویر دکھائی گئی تو کہانی کھل گئی۔ مگر یہ بھی تو دیکھیے کہ ایک تدریسی ہسپتال کے افسران گفتگو، لب و لہجے سے کتنی آسانی سے دھوکہ کھا گئے، کوئی بھی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا کسی اعلیٰ افسر سے پوچھ گچھ کی، (غلامانہ تربیت کی بنا پر)!

مقصود اس کہانی کا یہ ہے کہ دنیا بھی اس وقت ایک خللِ دماغی، فتوری، مخبوط الحواس کے ہاتھوں پے در پے دیوانی جنگوں کا شکار ہوئی پڑی ہے۔ امریکہ بھر میں 2023ء سے جو ریلیاں، احتجاج، مظاہرے شروع ہوئے، امریکی خزانہ خالی ہوا، عوام پر زندگی اجیرن ہوگئی۔ اس کے پیچھے ایک شخص ٹرمپ نامی ہے۔ احتجاج کی نئی بہت بڑی لہر 'No Kings' (بادشاہت نامنظور) کے عنوان سے چل رہی ہے۔ 28 مارچ سے شروع ہونے والا یہ تیسرا راؤنڈ ہے ریلیوں کا پورے امریکہ میں، ایران جنگ کے خلاف۔ پچاس ریاستوں میں 3,300 ایسے بڑے مظاہرے ہوئے، جن میں 60 تا 80 لاکھ لوگوں نے شرکت کی جو ایک تاریخی ردِعمل ہے۔ روم، پیرس اور برلن تک میں یہی 'ریلی وائرس' جا پہنچا!

امریکی عوام بالخصوص بپھرے ہوئے ہیں۔ 'ٹرمپ! فوری نکل جاؤ۔ کوئی 'ICE' (امریکی غیر ملکی تارکینِ وطن کی پکڑ دھکڑ کا ادارہ) نہیں چلے گا، جنگیں نہیں، جھوٹ نہیں، کوئی بادشاہ نہیں!' امریکی عوام نے ایک بہت بڑے گراؤنڈ میں یہ سب لکھ رکھا ہے! (ٹرمپ جمہوریت رگید کر شاہی مزاج سے فیصلے صادر کر رہا ہے۔) لاہور کا واقعہ اسی ضمن میں لکھا کہ ذرا چیک کر لینے میں ہرج نہیں کہ موصوف کسی ذہنی صحت کے مرکز سے نکل کر امریکہ کو جھٹکے پہ جھٹکا تو نہیں دیئے جا رہے؟ لاہور کے اثرات ہونا عجب نہیں، شہباز شریف لاہور سے ان کی پیغام رسانی پر مسلسل مامور اور خود معمور و مسرور و مسحور ہیں! ٹرمپ کی اسرائیل دوستی میں غزہ، مغربی کنارے، لبنان اور ایران پر جو گزرے چلی جا رہی ہے وہ پوری دنیا کو مبہوت و مخبوط الحواس کیے دے رہی ہے۔ اب ٹرمپ جو پے در پے تخت الٹنے کے کھیل میں مصروف ایران میں سینگ پھنسا بیٹھا ہے، پورا خطہ لپیٹ میں ہے۔ سمندر، تجارتی بحری بیڑے، بین الاقوامی معیشت شدید مسائل میں گھرے ہیں۔ نہ اُگلے بن پڑ رہا ہے نہ نگلے۔ اسرائیل خود تو شعلہ بداماں ہے ہی، ساتھ ہی لبنان پر آگ برسا کر گریٹر اسرائیل ایجنڈے کی دیوانگی پوری کر رہا ہے۔

دنیا بھر میں اسرائیل اور یہود کے لیے نفرت سلگ رہی ہے۔ جاپان جیسی منجان مرنج قوم چیخ اٹھی ہے۔ پارلیمنٹ کے باہر خاموش قوم کی بغاوت دیکھیں۔ 84 ہزار افراد نے شرکت کی۔ 'جاپان جنگ سے دور رہو۔' 'ایران جنگ بند کرو۔' 'امریکی اشاروں پر مت ناچو۔' امریکہ نے جاپان سے کہا کہ وہ ہرمز کھلوانے کو جہاز بھیجے۔ عوام نے مکمل انکار کا اعلان کیا۔ 'طاقتوروں کو سننا ہوگا'۔ ادھر معاشی دنیا میں بھونچال ٹرمپ کے بیانوں سے آتا ہے۔ تیل کی قیمت، سٹاک ایکس چینج کے حصص کی قیمت ٹرمپ کے بیان، اقدام اور ایران کے جوابات پر، اوپر نیچے یکا یک آتی جاتی ہے۔ سٹہ بازی کا سرمایہ دارانہ نظام! وال سٹریٹ کی بڑی بڑی کمپنیاں، ہزاروں فوجی مشرقِ وسطیٰ بھیجنے کے بیان پر یک لخت نیچے جا پڑیں۔ 6 ماہ میں امریکی سٹاکس کم ترین سطح پر 20 مارچ کو بند ہوئے۔ کھلنڈرے کے اگلے بیان پر بحالی ہو جاتی ہے! دھمکیوں کی گرم بازاری مزید ہے۔ تلسی گبارڈ (امریکی کٹر ہندو، انٹیلی جنس کی سربراہ) نے گپ چھوڑی کہ پاکستان کی میزائل صلاحیت امریکی سلامتی کے لیے بڑے خطروں میں سے ہے۔ امریکہ تک رینج بڑھائی جا سکتی ہے۔ جس پر ہمارے دفتر خارجہ کو درستی کرنی پڑی کہ پاکستان بین البراعظمی سطح سے ابھی بہت نیچے ہے۔ جبکہ بھارت ہمسایوں اور خطے سے بہت دور تک مار کرنے کی صلاحیت کی بنا پر بڑا خطرہ ہے۔

دنیا کی توجہ بٹا کر اسرائیل بدستور غزہ پر وحشت برسا رہا ہے۔ انسانی تاریخ کا بدترین جرم، اس وحشی نے ایک سالہ ننھے بچے پر آزمایا۔ باپ پر دباؤ ڈالنے کے لیے بچے کی ننھی ٹانگوں کو جلتے سگریٹ سے داغا، اس کی ٹانگ میں کیل ٹھونکا۔ مسلمانوں کو دہشت گردی، شدت پسندی کے طعنے دینے والے پوری دنیا پر آگ اور خون کا وحشیانہ کھیل مسلط کیے ہوئے ہیں۔ انگریزی زبان، ٹائی سوٹ بوٹ ڈالروں، پاؤنڈوں کا رعب، تعلیم اور ڈگریوں کی شو شا۔ اندروں چنگیز سے تاریک تر! دنیا بھوک افلاس سے مر رہی ہے اور یہاں جنگوں کی آتش بازی میں مشرقِ وسطیٰ کو کھینچ گھسیٹ کر بھارتی پلاننگ سے تیسری عالمی جنگ کا میدان بنا ڈالا ہے۔

ایران تنازعے کے صرف 26 دنوں میں سعودی عرب کو 8.5 ارب ڈالر اور کویت کو 10 ارب ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ براہِ راست جنگی دفاعی اخراجات اور تیل برآمدات میں گھاٹے کے ہاتھوں۔ قطر اور کویت کو تیل کی بندش کے ہاتھوں 14 فی صد خسارے کا سامنا ہے۔ اگر تنازعہ بڑھ پھیل جائے تو توانائی کے بحران کے ہاتھوں گلوبل معیشت پر 3 تا 5 ارب ڈالر فی دن کا اثر

مرتب ہوگا۔

یہ لگے ہاتھوں مسلمان ممالک کی دولت مارے حسد کے ختم کرنے کی جنگ ہے۔ باہم دگر جھگڑے اور فساد بپا کر کے اسرائیل کو اس کے مذموم مقاصد میں معاونت دینے کی امریکی جنگ ہے۔ جس سے پوری دنیا اب بیدار بھی ہے، بے زار بھی۔ حقائق کھل چکے ہیں۔ امریکی قانون سازوں کی دونوں پارٹیوں نے 10 مارچ کو اپنے شدید تحفظات کا اظہار کیا، امریکہ اسرائیل کی تھوپی گئی صیہونی جنگ پر۔

خفیہ سرکاری اجلاس میں اس جنگ کو بے ربط، غیر منطقی اور نامکمل پلان کے تحت قرار دیا گیا۔ ڈیموکریٹ سینیٹر مرفی نے اعتراض کیا کہ وہ سینکڑوں ارب ٹیکس ڈالر (عوام کی امانت) اس میں جھونکیں گے۔ بے شمار امریکی مارے جائیں گے۔ ہوائی حملوں سے اُن کا نیوکلیائی مواد ختم نہیں ہوگا۔ ہرمز کی بندش اور فوجی تعیناتی پر بھی ڈیموکریٹوں نے شدید تشویش کا اظہار کیا۔ ایک سینیٹر غم و غصے اور عدم اطمینان میں واک آؤٹ کر گئے۔ جنگ کے معاشی بوجھ، فوجی کارروائی کے بھاری اخراجات پر شدید ناپسندیدگی کا اظہار رہا کہ 15 ملین امریکیوں کی صحت اور طبی ضروریات کے لیے رقوم نہیں اور ایک ارب ڈالر فی دن ایران پر بمباری کے لیے موجود ہیں؟ امریکہ نے جنگی جنون میں اپنا عالمی، سیاسی مقام داؤ پر لگا دیا ہے۔ یورپ اور دنیا بھر سے امریکی تعلقات میں بگاڑ آیا۔ دونوں جہاں اسرائیلی محبت میں اجاڑ دیئے۔

'نوکنگز' تحریک میں کہا گیا کہ ٹرمپ کا بیٹا بیرن ٹرمپ فوج میں بھرتی ہو۔ تم دوسروں کے بچے جنگ میں بھیجو گے؟ تمہارے بچے کیوں نہیں؟ رابرٹ ڈی نیرو کڑکا، گرجا: کوئی بھی صدر ہماری آزادی اور سلامتی کے لیے ایسا خطرہ نہ بنا تھا۔ ٹرمپ کو روکنا ہوگا۔ فوری! غیر ضروری جنگیں نہیں لڑی جائیں گی۔ معصوم لوگوں کو ذبح نہیں کیا جائے گا۔ کرپٹ لیڈر نہیں چلیں گے۔ ہیلتھ کیئر ہم سے نہیں چھینی جائے گی۔ نہ گھر، نہ انرجی، نہ خوراک؟ ٹرمپ کو روکنا ہوگا! یہ ہماری ایک قومی تحریک، مزاحمت ہے۔ انہیں ہم سے ڈرنا ہوگا! اصلاً امریکہ، جنگی معیشت کا حامل ہے۔ وہ جنگوں کی آگ اپنے ڈالروں کی خاطر بھڑکاتا ہے! فیصلہ دنیا کو کرنا ہے!

اسے ہے سطوتِ شمشیر پہ گھمنڈ بہت!

❁❁❁

پاکستان کی ایٹمی طاقت، ایران امریکہ جنگ اور امتِ مسلمہ کی زبوں حالی

حافظ محمد کاشف انصاری

آج جب ایران اور اسرائیل و امریکہ کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک رہی ہے، مشرقِ وسطیٰ لہو میں ڈوبا ہوا ہے۔ غزہ کے مظلوم فلسطینی سسک رہے ہیں اور اسلامی دنیا بکھری بکھری کھڑی ہے تو ایک سوال ہر باشعور مسلمان کے ذہن میں کلبلاتا ہے: پاکستان کہاں کھڑا ہے؟ اور وہ کہاں کھڑا ہونا چاہیے تھا؟ یہ مضمون ایک دردمند دل کی صدا ہے...... ایک ایسے قلم کی آواز جو امت کو تباہ ہوتے دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔

جب 28 مئی 1998ء کو پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو پوری مسلم دنیا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمان جشن منا رہے تھے کہ چلو، صدیوں کی غلامی کے بعد کم از کم ایک اسلامی ملک ایٹمی طاقت بنا۔ اس دن ہر مسلمان نے محسوس کیا کہ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں...... یہ اللہ کی خاص نصرت اور مدد ہے۔ کیونکہ اگر ہم اپنے کرتوتوں کو دیکھیں، اپنی سیاسی بدعنوانیوں کو دیکھیں، تو سچ یہ ہے کہ ہم اس مقام کے اہل نہ تھے...... یہ سراسر اللہ کا فضل تھا جو اس نے اپنی اُمت پر کیا۔ لیکن اللہ کی نصرت کے ساتھ ذِمہ داری بھی آتی ہے اور وہ ذِمہ داری یہ تھی کہ پاکستان اسلامی دنیا کا محافظ، مددگار اور قائد بنے...... افسوس کہ ہم اس ذِمہ داری سے منہ موڑتے رہے۔

امریکہ نے ہمیشہ ایک سادہ فارمولا اپنایا ہے......

جب کوئی حکمران اس کی مرضی کے خلاف چلے، اسے بدل دو۔ کئی اسلامی ممالک میں یہی کھیل کھیلا گیا ہے جو حکمران امریکی مفادات کی قربان گاہ پر اپنے عوام کو چڑھاتے رہیں، انہیں اقتدار دو، انہیں عیاشیاں دو، انہیں تحفظ دو۔ اس رجیم چینج کے کھیل نے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت تو ختم نہیں کی...... اور ان شاء اللہ کبھی نہ کر سکے گا...... لیکن اس نے کچھ اور چھین لیا جو بہت قیمتی تھا: اُمتِ مسلمہ میں پاکستان کی عزت اور اعتماد۔ آج کئی مسلم ممالک کی قیادت بیرونی دباؤ کے سائے میں فیصلے کرتی دکھائی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسرائیل و امریکہ نے ایران پر حملہ کیا تو کوئی اسلامی ملک اسرائیل کا نام لے کر کھل کر مذمت کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ امت مسلمہ کو متحد کرنے کی بات زبان پر آتے آتے رک جاتی ہے...... کیونکہ آزاد آواز اٹھانے کی گنجائش دن بدن کم ہوتی جارہی ہے۔

نائن الیون کے بعد پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دیا اور اس فیصلے کی بھاری قیمت چکائی۔ لاکھوں افغانی بے گھر ہوئے اور خود پاکستان کے 90 ہزار کے قریب شہری دہشت گردی کے ردعمل میں شہید ہو گئے نوے ہزار، یہ کوئی چھوٹی تعداد نہیں، یہ ہر گھر کا بیٹا، ہر ماں کا لال، ہر بچے کا باپ تھا۔ اس قربانی کے بعد بھی پاکستان کو ''ڈو مور'' کا طعنہ ملتا رہا اور خطے میں امن کی بجائے عدم استحکام میں اضافہ ہوا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی پاکستان نے اپنے قومی مفاد اور امتِ مسلمہ کے مفاد کو نظر انداز کر کے کسی بیرونی ایجنڈے کی حمایت کی، نقصان ہمیشہ پاکستانی عوام کو اٹھانا پڑا...... یہ سبق ہمیں یاد رکھنا ہوگا۔

پاکستان نے سعودی عرب کے ساتھ دفاعی معاہدہ کیا اور یہ فیصلہ جذباتی اور مذہبی اعتبار سے قابلِ فہم ہے...... حرمین شریفین کی حفاظت ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے اور پاکستانی فوج اس ذمہ داری کو عزت سمجھتی ہے۔ تاہم اس معاہدے نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کو ایک پیچیدہ موڑ پر لا کھڑا کیا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں کہ پاکستان نے سعودیہ کے ساتھ تعلق استوار کیا...... مسئلہ یہ ہے کہ اس تعلق نے پاکستان کی غیر جانبدار ثالثی کی صلاحیت کو محدود کر دیا ہے۔ سعودی عرب اور ایران کے درمیان عرصے سے کشیدگی ہے اور اب جب ایران امریکہ اور اسرائیل کے خلاف برسرِ پیکار ہے تو پاکستان کے لیے یہ موقع تھا کہ وہ ایک آزاد اسلامی آواز بن کر دونوں فریقوں کے درمیان صلح اور امن کا پیغام لے کر آگے بڑھتا...... لیکن مختلف معاہدوں اور وابستگیوں کے باعث یہ کردار ادا کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ پاکستان کی اصل طاقت نہ صرف اس کی ایٹمی صلاحیت ہے بلکہ اس کی جغرافیائی پوزیشن، اس کی

افواج اور اس کا وہ اعتماد ہے جو پوری امتِ مسلمہ اس پر رکھتی ہے...... یہ اعتماد اسی وقت قائم رہے گا جب پاکستان کسی ایک بلاک کا حصہ بننے کے بجائے امت کا غیر جانبدار ترجمان بنے، وہی کردار جو ایک بڑے بھائی کا ہوتا ہے۔

آج جب ایران اور امریکہ برسرِ پیکار ہیں، پاکستان ایک ایٹمی ملک ہونے کے ناطے اسلامی دنیا میں ثالث اور امن کا علمبردار بن سکتا تھا۔ یہ وہ موقع تھا جب پاکستان دنیا کے سامنے یہ آواز بلند کرتا کہ جنگ کسی مسئلے کا حل نہیں، مسلمانوں کا خون بہانا بند ہو اور ہم کسی ایک طاقت کے آلۂ کار نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کی آواز ہیں۔ بدقسمتی سے آج عالمِ اسلام کی صورتِ حال یہ ہے کہ مختلف ممالک مختلف بلاکس میں بٹے ہوئے ہیں...... عرب دنیا ایک سمت ہے، ایران دوسری سمت اور اس تقسیم کا سب سے زیادہ فائدہ انہی طاقتوں کو ہو رہا ہے جو مسلمانوں کو کمزور دیکھنا چاہتی ہیں۔ پاکستان کا اصل کردار یہ نہیں کہ وہ کسی ایک بلاک میں شامل ہو...... پاکستان کا کردار یہ ہے کہ وہ ان تمام بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو جوڑنے کی کوشش کرے، ایران اور سعودیہ کے درمیان سفارتی پل بنے اور اسلامی دنیا کو یہ یاد دلائے کہ ہمارا مشترکہ دشمن ہم میں سے کوئی نہیں...... ہمارا دشمن وہ ہے جو ہمیں آپس میں لڑوا کر فائدہ اُٹھاتا ہے۔

علماء و محدثین نے صدیوں پہلے لکھا کہ آخری زمانے میں اُمتِ مسلمہ انتہائی بکھری ہوئی حالت میں ہوگی، قومیں مسلمانوں پر یلغار کریں گی، مشرقِ وسطیٰ آتشِ جنگ میں جلے گا، مسلم حکمران اپنی قوموں کے بجائے غیروں کی خدمت میں لگے ہوں گے اور اُمت کا اتحاد خوابوں کی بات بن جائے گا...... اور آج ہم انہی حالات سے گزر رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ وہی ہے جو نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بیان فرما دی تھی۔ حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب دوسری قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے پیالے کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صحابہؓ نے پوچھا: کیا اُس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم اُس وقت بہت زیادہ ہوگے لیکن تم سیلاب کی جھاگ کی طرح بے وزن ہوگے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا خوف نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔'' صحابہؓ نے پوچھا: وہن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (سنن ابی داؤد)

آج یہ حدیث حرف بہ حرف سامنے ہے...... دنیا کی محبت اور اقتدار کی چاہت نے مسلم حکمرانوں کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کی تباہی کو دیکھ کر بھی آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں، اور جب قیادت وہن میں مبتلا ہو تو دشمن کے دل سے خوف نکل جاتا ہے...... اسی لیے آج اسرائیل بے خوف غزہ جلاتا ہے، بے خوف ایران پر حملہ کرتا ہے اور بے خوف مسلمانوں کو للکارتا ہے۔ یہ وہ اندھیری رات ہے جس کے بعد امام مہدیؒ کی صورت میں فجر طلوع ہوگی ان شاء اللہ...... لیکن اس اندھیری رات میں ہمیں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھنا، بلکہ اُمت کو جوڑنے، بیدار کرنے اور سچ بولنے کا فریضہ ادا کرنا ہے۔

پاکستان کو اپنا کردار پہچانا ہوگا۔ اللہ نے ہمیں ایٹمی طاقت بے وجہ نہیں دی...... یہ امانت ہے، ذِمہ داری ہے۔ ہمیں وہ پاکستان بننا ہے جو کسی ایک طاقت کا غلام نہ ہو، جو ایران اور سعودیہ کے درمیان صلح کا پل بنے، جو غزہ کے لیے آواز اُٹھائے اور جو اُمتِ مسلمہ کو یہ یاد دلائے کہ ہم ایک ہیں۔ مسلمان چاہے عرب ہو یا عجم، سنی ہو یا شیعہ...... دشمن سب کا ایک ہے، اور جب تک ہم آپس کی لڑائیوں میں الجھے رہیں گے دشمن ہماری جڑیں کاٹتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾

''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔'' (آلِ عمران:103)

یہ آیت آج پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے آئینہ ہے...... اللہ نے ہمیں بھائی بنایا تھا، ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے یہ رشتہ توڑا۔ اور اقبال نے اسی درد کو ان الفاظ میں بیان کیا جو آج بھی دل میں اتر جاتے ہیں:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

یہی ہمارا راستہ ہے، یہی ہماری نجات ہے اور یہی وہ پیغام ہے جو آج پوری امتِ مسلمہ کو سننے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی ایٹمی طاقت کا مقصد کسی کو ڈرانا نہیں...... بلکہ اس امت کی ڈھال بننا ہے جو آج چاروں طرف سے گھری ہوئی ہے۔ جس دن پاکستان نے یہ کردار پہچان لیا، اُس دن وہ فجر ضرور طلوع ہوگی جس کا ہم سب کو انتظار ہے۔

امت اس وقت تک نہیں اٹھ سکتی جب تک وہ وہن کی بیماری سے نہ نکلے...... اور وہن سے نکلنے کا راستہ ایک ہے: اللہ پر توکل اور امت کا اتحاد!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(26 مارچ تا 01 اپریل 2026ء)

جمعرات 26 مارچ: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 27 مارچ: خطابِ جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نمازِ عصر اسی مسجد میں حلقہ کراچی جنوبی کے ملتزم رفیق محترم زکی رضوان صاحب کی والدہ محترمہ کے جنازہ میں شرکت کی۔

بدھ 01 اپریل: رات کو کراچی سے لاہور آمد ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالہ سے مستقل رابطہ رہا۔ متفقہ ترجمہ ونصاب قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کے پروگراموں کی ریکارڈنگ کرائی۔ بعض رفقاء واحباب سے رابطہ رہا۔

دعوتِ دین کے اصول و آداب قرآن کی روشنی میں

مفتی محمد عبداللہ قاسمی

دعوتِ دین کا عمل نہایت اہمیت اور عظمت کا حامل ہے۔ اس لیے دعوتِ دین جیسے عظیم الشان فریضہ کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا، اور خلق اللہ کی اخلاقی وروحانی اصلاح کے لیے ایسے انسانوں کا انتخاب فرمایا جن کے نفوس مزکی اور قلوب مصفی تھے، اور ساتھ ہی یہ قدرتی انتظام فرمایا کہ وحی کا سلسلہ بھی جاری فرمادیا؛ تاکہ دعوتی میدان میں وقتاً فوقتاً مفید ہدایات دی جاتی رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعوتی طریقہ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ط﴾ (النحل: 125) ''آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلایئے، اور اُن سے (ضرورت پڑنے پر) اچھے طریقہ سے بحث کیجیے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعوتی واصلاحی موضوع پر گفتگو کرتے وقت تین آداب کی رعایت کرنے کا حکم دیا ہے: حکمت، موعظت حسنہ اور مجادلہ احسن: لیکن قرآن کے اندازِ بیان سے ایسا لگتا ہے کہ دعوت کے بنیادی اصول دو ہی ہیں، حکمت اور موعظت حسنہ: لیکن بسا اوقات مباحثہ کی بھی ضرورت پیش آجاتی ہے، اس کی تائید مفسر قرآن علامہ آلوسیؒ کے بیان سے بھی ہوتی ہے: ''اصول دعوت تو دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت، تیسری چیز مجادلہ اصول دعوت میں داخل نہیں ہے، ہاں دعوتی موضوع پر گفتگو کرتے وقت کہیں اس کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔'' (روح المعانی: 7/ 489)

دعوتی اسلوب میں حکمت ودانشمندی

حکمت بہت بڑی دولت ہے، یہ لفظ اپنے جلو میں بے پناہ وسعت رکھتا ہے، آپ ﷺ کی بعثت کے جہاں اور مقاصد ذکر کیے گئے ہیں ان ہی میں سے ایک تعلیم حکمت بھی ہے۔ (آل عمران: 164) احادیث شریفہ میں جن چیزوں کو قابل رشک قرار دیا گیا ہے ان میں سے ایک حکمت بھی ہے۔ (بخاری) مشہور مفسر قرآن علامہ آلوسیؒ حکمت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

'' حکمت سے مراد وہ بصیرت وشعور ہے جس کے ذریعہ انسان مقتضائے حال کے مناسب کلام کرے، اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب کی طبع نازک پر اس کی کوئی بات گراں نہ گزرے۔ (یعنی نرمی کی جگہ نرمی، سختی کی جگہ سختی، اختصار کی جگہ اختصار اور طوالت کی جگہ طوالت اختیار کرے، اور جہاں صراحت کے ساتھ کوئی بات کہنے میں مخاطب کو ناگوار گزرتا ہو تو وہاں اشارے اور کنایات سے گفتگو کرے۔'' (تفسیر البحر المحیط: 2/ 612)

دعوتی واصلاحی گفتگو کرنے میں حکمت ودانشمندی اختیار کرنے کے ضمن میں بہت سی باتیں آتی ہیں، بطور نمونہ چند باتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے:

مخاطب کی ذہنی سطح کی رعایت

دعوتی موضوع پر مذاکرات کے وقت مخاطب کی ذہنی سطح اور اس کے علم وفہم کی رعایت کی جائے، خود آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((حدثوا الناس بما یعرفون)) (بخاری) ''لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق گفتگو کرو''، یعنی ہر شخص کے ساتھ یکساں گفتگو نہ کرو؛ بلکہ ہر ایک کی ذہنی سطح اور علمی لیاقت کے مطابق گفتگو کرو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کعبۃ اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کروں؛ لیکن چونکہ قریش نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے، اور کعبۃ اللہ کو منہدم کرکے دوبارہ تعمیر کرنے میں لوگوں کے فتنے میں پڑ جانے کا اندیشہ تھا؛ اس لیے آپ ﷺ اس ارادے سے باز آگئے۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد)

اسی لیے آپ ﷺ کے دعوتی اسلوب کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ ہمیشہ مخاطب کی ذہنی سطح کی رعایت فرماتے تھے۔

دعوتِ دین میں تدریج کا لحاظ

دعوتی واصلاحی موضوع پر گفتگو کرتے وقت تدریج کا خیال رکھا جائے۔ تدریج کا مطلب یہ ہے کہ مرحلہ وار اسلام کی تعلیمات وہدایات مخاطب کے سامنے بیان کی جائیں، یکبارگی اسلام کے تمام احکام مخاطب کو سنائے جائیں گے تو وہ پریشان ہوجائے گا، کتاب وسنت میں قدم قدم پر مصلحت اور تدریج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور قانون سازی کے لیے پہلے ماحول کو سازگار بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے اور طبیعت انسانی میں قبول وطاعت کی شمع کو فروزاں کیا گیا ہے، یہ کون نہیں جانتا کہ اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے شراب اہل عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ آب انگور سے ان کی طبیعت کی تفریح اور ان کے ذوق کی تسکین وابستہ تھی۔ لیکن اسلام نے یکبارگی شراب کو حرام نہیں کیا، بلکہ پہلے مسلمانوں میں قبول وطاعت کا جذبہ پیدا کیا، محبت وعرفاں سے اُن کے دل کے آتش داں کو گرم کیا، جب مسلمانوں میں طاعت وانقیاد کا جذبہ مضبوط اور مستحکم ہوگیا تو دوسرے مرحلہ میں شریعت نے شراب کے مفاسد اور اس کی خرابیوں کو اجاگر کیا۔ اور اس کے دوررس گہرے نقصانات سے نوع انسانیت کو روشناس کرایا۔ جب شراب کی قباحت اور اس کی شناعت انسان کے دل ودماغ میں پیوست ہوگئی تو شریعت نے کلی طور پر شراب کو حرام کردیا۔ چونکہ پہلے ہی مسلمانوں کے دلوں میں اطاعت شعاری اور حکم خداوندی پر مر مٹنے کا جذبہ موجود تھا؛ اسی لیے تحریم خمر کا حکم نازل ہوتے ہی مسلمانوں نے منہ سے لگایا ہوا جام وسبو الگ کردیا اور شراب کے پیمانے توڑ دیئے اور جو چیز ان کی زندگی کا جزو لاینفک تھی، ان کے کام ودہن کے لیے لذت بخش تھی، ان کے بزم کی جاں اور ان کے دل کا سرور تھی، وہی چیز ان کی نگاہوں میں مبغوض اور ناپسندیدہ ہوگئی۔ ان کے لیے بلائے جاں اور آفت ایمان ٹھہری۔ شریعت مطہرہ کی اسی مصلحت اور تدریجی حکم کا تذکرہ ایک روایت میں موجود ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''شروع شروع میں وہ آیات نازل ہوئیں جس میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے، حتیٰ کہ جب لوگوں کے دلوں میں اسلام کا نقش بیٹھ گیا تو حلال وحرام کے بارے احکام نازل ہوئے، اگر شروع ہی میں حکم دیا جاتا کہ تم شراب مت پیو تو مسلمان کہتے کہ ہم ہرگز شراب نہیں چھوڑ سکتے، اگر کہا جاتا کہ تم زنا مت کرو تو مسلمان کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہیں چھوڑ سکتے۔'' (الجمع بین الصحیحین)

انسانی نفسیات کی رعایت

انسانی نفسیات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں نفسیات کا علم ایک فن کی حیثیت اختیار کرگیا ہے۔ اس لیے دعوتی مذاکرات کے وقت مخاطب کی نفسیات کا خیال رکھا جائے، آپ ﷺ ہمیشہ دعوت دیتے وقت مخاطب کی نفسیات کا خیال رکھا کرتے تھے، جس کی سیرت طیبہ سے ایک مثال بیان کی جاتی ہے:

زنا کی قباحت

معجم کبیر طبرانی کی روایت ہے کہ ایک نوجوان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے زنا کی اجازت دیجیے، اتنا کہنا تھا کہ صحابہ کرام ؓ میں ایک شور بپا ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مجھ سے قریب کرو، وہ قریب ہو کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اپنی ماں کے ساتھ یہ حرکت کرنا گوارا کرو گے؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے کہا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے ایسا گوارا نہیں کرتے، پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اپنی بیٹی کے ساتھ یہ حرکت کرنا پسند کرو گے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح لوگ اپنی بیٹیوں کے لیے اس کو ناپسند کرتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم اپنی بہن کے ساتھ یہ حرکت پسند کرو گے؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح لوگ اپنی بہنوں کے لیے اس کو ناپسند کرتے ہیں، اسی طرح ایک ایک کر کے آپ ﷺ نے پھوپھی خالہ کے بارے میں دریافت کیا، آخر میں اس کے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھ کر یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس کے گناہوں کو معاف فرما، اس کے دل کو پاکیزگی عطا فرما اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ فرما۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی)

مذکورہ بالا حدیث میں آپ ﷺ نے نفسیاتی طور پر اس کے ذہن میں زنا کی نفرت بٹھائی، چنانچہ وہ ہمیشہ کے لیے زنا سے تائب ہو گیا، اگر سختی سے اس کو زنا سے روکا جاتا تو عین ممکن تھا کہ وہ زنا میں مبتلا ہو جاتا۔

جھوٹ نہ بولنے کا عہد

ایک شخص رسول اکرم ﷺ سے عرض کرتا ہے کہ یارسول اللہ! میں بہت سے گناہوں میں مبتلا ہوں اور مجھ میں ان گناہوں سے بچنے کی قدرت نہیں ہے، البتہ کسی ایک گناہ کو چھوڑ سکتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مجھ سے وعدہ کرو گے کہ تم کبھی جھوٹ نہیں بولو گے؟'' اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں عہد کرتا ہوں کہ کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اس کے بعد وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے کتنی آسان چیز کا مطالبہ کیا ہے، جب رات میں تاریکی چھا جاتی ہے تو یہ شخص گناہ کے ارادہ سے نکلتا ہے، مگر فوراً اس کے ذہن میں آتا ہے کہ کل جب حضور ﷺ سے میری ملاقات ہوگی اور آپ مجھ سے دریافت کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا؟ سچ بولوں تو مجھ پر حد جاری کی جائے گی، جھوٹ اس لیے نہیں بول سکتا کہ میں آپ ﷺ سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کر چکا ہوں، جب بھی اس شخص کے دل میں کسی گناہ کا خیال آتا تو وہ یہی سوچتا، چند دنوں کے بعد جب آپ ﷺ سے اس کی ملاقات ہوئی، اور آپ ﷺ نے اس سے سارے حالات دریافت کیے تو اُس نے کہا اے اللہ کے رسول! جھوٹ نہ بولنے کے عہد نے سارے گناہ چھڑوا دیئے۔

اس پورے واقعہ کا گہرائی وگیرائی کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ ﷺ نے پوری بصیرت ودانشمندی کے ساتھ اس کی نفسیات کا جائزہ لیا کہ یہ شخص ایک طرف سارے گناہوں کا اعتراف کر رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں صرف ایک گناہ کو چھوڑ سکتا ہوں، اس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ شخص بڑا راست گو اور جرأت مند ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے مستقبل کا پورا خاکہ ذہن میں رکھتے ہوئے اس کو ایسے گناہ سے بچنے کا حکم دیا جو بالآخر تمام گناہوں کو چھوڑنے کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

اخلاق حسنہ کا مظاہرہ

اخلاق حسنہ وہ اثر انگیز طلسم ہے جو انسان کی کایا پلٹ دیتا ہے، دلوں سے حسد، نفرت اور بغض وعداوت کو ختم کرتا ہے، اور طاعت وقبول کا صالح جذبہ پیدا کرتی ہے، چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ ایک یہودی لڑکا آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، لیکن جب وہ بیمار پڑا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اور اس کے سرہانے بیٹھنے کے بعد فرمایا: اے بیٹے! اسلام قبول کر لے، اس لڑکے نے مستفسرانہ نگاہوں سے اپنے والد کو دیکھا، والد نے کہا: بیٹا ابوالقاسم کی بات مان لے، چنانچہ اُس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا، جب آپ ﷺ واپس ہونے کے لیے اٹھے تو زبان مبارک پر یہ فقرہ تھا: تعریف ہے اس اللہ کی جس نے اس کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔'' (بخاری)

موعظت حسنہ

موعظت حسنہ سے مراد یہ ہے کہ دعوتی واصلاحی عنوان پر گفتگو کرتے وقت داعی میں ہمدردی اور خیر کا عنصر غالب ہو، حق بات کو اچھے اور موثر انداز میں مخاطب کے سامنے پیش کیا جائے، حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام کو جب فرعون کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا تو انہیں یہ ہدایت دی گئی کہ اس سے نرم بات کرو: ﴿اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ٤٣ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ٤٤﴾ (طٰہٰ) ''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، بے شک وہ حد سے بڑھ گیا ہے، اور اس سے نرم بات کرو شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔''

آج جن لوگوں کے ساتھ ہم دعوتی واصلاحی پہلو پر مذاکرات کرتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ فرعون سے زیادہ گمراہ نہیں، اور ہم میں سے کوئی موسیٰ وہارون علیہما السلام کے برابر مکرم اور قابل احترام بھی نہیں، تو ہمیں یہ کیسے حق حاصل ہوگا کہ دعوت دین کے وقت سخت اور درشت لہجہ اختیار کریں، یا کوئی ایسا عنوان اختیار کریں جس سے مخاطب کی دل آزاری ہو یا اس کی حیثیت عرفی مجروح ہو۔

دعوت دین میں لطف ونرمی کی اہمیت

سیرت طیبہ کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ دعوت واصلاح میں لطف اور نرمی کو اختیار کیا ہے، حتیٰ کہ ان حالات اور مواقع میں بھی جہاں ایک انسان غصہ اور اشتعال میں آجاتا ہے، اور درشت لہجہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے: ایک دیہاتی مسجد نبوی کے ایک کونہ میں پیشاب کرنے لگا، مسجد میں موجود لوگوں نے ہنگامہ کھڑا دیا، اور اس کو برا بھلا کہنے لگے، آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو خاموش کیا، حتیٰ کہ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو پانی چھڑک کر صاف کرنے کا حکم دیا، اور اس اعرابی کو بلا کر نہایت نرم لہجہ میں کہا: مسجد پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہے، مسجد میں تو اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور نماز ادا کی جاتی ہے، اس اعرابی پر آپ ﷺ کے اخلاق کا اتنا اثر ہوا کہ وہ کہتے ہیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ﷺ نے نہ مجھے ڈانٹا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔ (سنن ابن ماجہ) ایک جگہ خود آپ ﷺ نے دعوت واصلاح میں نرمی اور آسانی اختیار کرنے کا حکم دیا: ((یسروا ولا تعسروا، بشروا ولا تنفروا)) (بخاری) ''آسانی پیدا کرو دشواری میں مت ڈالو، خوش خبری سناؤ اور نفرت مت پیدا کرو۔''

مباحثہ کی ضرورت

جیسا کہ ابھی اوپر ذکر کیا گیا کہ اصول دعوت تو دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت حسنہ، تاہم کبھی کبھی دعوتی واصلاحی پہلو پر مذاکرات میں ایسے لوگوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے جو شکوک واوہام میں مبتلا ہوتے ہیں، ہٹ دھرمی، ضد اور عناد ان کی طبیعت ثانیہ ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں سے بحث ومباحثہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں سے بحث ومباحثہ کرتے وقت اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ گفتگو میں لطف اور نرمی اختیار کی جائے، دلائل ایسے پیش کیے جائیں جو مخاطب کو بآسانی سمجھ میں آسکیں، دلیل میں وہ مقدمات پیش کیے جائیں جو مشہور ومعروف ہوں جن سے مخاطب کے شکوک وشبہات رفع ہوں، اور قبول وطاعت کا صالح جذبہ اُن میں بیدار ہو۔

❁ ❁ ❁

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتِ حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- تل ابیب اور غاصب صہیونی ریاست کے دیگر متعدد شہروں اور بستیوں میں ہزاروں افراد نے ایران پر جاری مسلسل جارحیت روکنے کے لیے احتجاجی مظاہرے کیے۔ تل ابیب کے وسط میں واقع ہبیما سکوائر پر ہونے والے مرکزی احتجاج میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ یہ مظاہرہ انسانی حقوق کی درجنوں تنظیموں، سول سوسائٹی کے اتحاد اور حکومت مخالف سرگرم گروپوں کی کال پر منعقد کیا گیا تھا۔
- اسرائیلی پارلیمنٹ کی نیشنل سیکیورٹی کمیٹی نے فلسطینی قیدیوں کو سزائے موت دینے سے متعلق ایک متنازع بل کی منظوری دے دی ہے، جسے اب حتمی منظوری کے لیے دوسری اور تیسری دفعہ پیش کیا جائے گا۔ اگر یہ قانون منظور ہو گیا تو فلسطین سے تعلق رکھنے والے قیدیوں کے لیے سزائے موت کا راستہ ہموار ہو جائے گا، جس پر انسانی حقوق کے حلقوں کی جانب سے شدید تحفظات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔
- 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے اسرائیلی جیلوں میں 100 سے زائد فلسطینی اسیر شہید ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! یہ اموات سخت حراستی حالات، طبی سہولیات کی کمی اور مبینہ بدسلوکی کے باعث ہوئی ہیں، جس پر انسانی حقوق کے حلقوں کی جانب سے شدید تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔
- لبنانی وزارت صحت کی جانب سے جاری کردہ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق شہداء کی مجموعی تعداد 1189 جبکہ زخمیوں کی تعداد 3427 ہو گئی ہے۔ حزب اللہ نے سرحدی علاقوں اور شمالی مقبوضہ فلسطین میں صہیونی فوجی مراکز اور بستیوں پر میزائلوں اور ڈرونز سے جوابی حملوں کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ لبنانی علاقوں میں قابض اسرائیل کی بمباری اور زمینی دراندازی کا سلسلہ بدستور جاری ہے، جس میں مزید کئی شہری، صحافی اور امدادی کارکن صہیونی سفاکیت کا نشانہ بن کر شہید ہو گئے ہیں۔ قابض فوج نے اعتراف کیا ہے کہ حزب اللہ کے مجاہدین کے ساتھ مختلف محاذوں پر ہونے والی جھڑپوں میں اُس کے 9 افسر اور سپاہی شدید زخمی ہوئے ہیں۔
- مسجد اقصیٰ کے حوالے سے خطرات کی حقیقت یہ ہے کہ 1967ء کے بعد سے مسجد اقصیٰ کو ہٹانے یا ختم کرنے کی کم از کم پانچ کوششیں کی جا چکی ہیں۔ حال ہی میں منظر عام پر آنے والی ایک ویڈیو میں وضاحت کی گئی ہے کہ یہ مسئلہ محض تعداد یا عوامی حمایت کا نہیں بلکہ اُن عناصر کی ابلیسی سوچ، اور شدت پسندی کا ہے جو ان مقاصد کے حصول کے لیے عملی اقدامات کرنے کو تیار ہیں۔
- عبرانی ذرائع ابلاغ نے اطلاع دی ہے کہ ایک ایرانی میزائل نے جنوبی قابض اسرائیل (مقبوضہ فلسطین) میں بئر السبع کے قریب کیمیکلز کے ایک کارخانے کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں وہاں ہولناک آگ بھڑک اٹھی۔ اس حملے میں کیمیکلز تیار کرنے والے ایک کارخانے کو نشانہ بنایا گیا جہاں انتہائی خطرناک مواد موجود تھا۔
- اسلامی تحریک مزاحمت نے کہا ہے کہ اسرائیلی حکام کی جانب سے مسجد الاقصیٰ کی بندش کو اپریل کے وسط تک بڑھانے کا اعلان اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ موجودہ حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسجد اقصیٰ پر اپنی مکمل بالادستی مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **اسرائیل: صدر نے نیتن یاہو کی معافی کی درخواست واپس بھیج دی:** اسرائیلی صدر آئزک ہرزوگ نے کرپشن الزامات کے مقدمات میں نیتن یاہو کی جانب سے دائر کی گئی معافی کی درخواست کو وزارتِ انصاف کو واپس بھجواتے ہوئے مزید قانونی مواد طلب کیا ہے۔ اسرائیلی صدر کے قانونی مشیر کا کہنا ہے کہ اس معاملے پر حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے مزید قانونی اور عدالتی نظائر کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ یہ پیش رفت نیتن یاہو کے خلاف جاری قانونی اور سیاسی دباؤ میں اضافہ کر سکتی ہے۔
- **سعودی عرب: امریکی ائیر بیس پر جاسوس طیارہ میزائل حملے میں تباہ:** اخباری اطلاعات کے مطابق پرنس سلطان ایئر بیس پر ایرانی میزائل حملے کے نتیجے میں ایک امریکی ایئر بورن وارننگ اینڈ کنٹرول سسٹم طیارہ تباہ ہو گیا۔ یہ طیارہ جدید ریڈار سسٹمز سے لیس ہوتا ہے اور سینکڑوں میل دور تک دشمن طیاروں اور ڈرونز کی نقل و حرکت کا پتا لگانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ E-3 سینٹری بیڑے کا فوری متبادل دستیاب نہیں ہے، اور اس کا قریب ترین متبادل WedgetailBoeing E-7 ہے، جس کی متوقع لاگت 700 ملین ڈالر ہے۔ تہران سے ایرانی فوج کے ترجمان کا کہنا ہے کہ ایران فوج نے اردن کے قصبے ازرق میں موفق السلطی ایئر بیس پر ڈرون حملے کیے ہیں کیونکہ اردن کا موفق السلطی ایئر بیس ایران پر فضائی حملوں کے لیے استعمال ہو رہا تھا۔ عراقی وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ عراق علاقائی تنازعہ میں فریق نہیں بنے گا۔ کسی کو اپنی سرزمین دوسرے ملک کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گا، ملکی خودمختاری اور استحکام کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گا۔ ایرانی اسپیکر محمد باقر قالیباف نے کہا ہے کہ امریکا ایران سے جنگ بندی یا مذاکرات کی بات تو کھلے عام کر رہا ہے۔ لیکن خفیہ طور پر ایران پر زمینی حملے اور فوجی کارروائی کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔
- **برطانیہ: ایران کے خلاف زمینی کارروائی میں شریک نہ ہونے کا اعلان:** برطانوی وزیر اعظم کیئر اسٹارمر نے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ برطانوی افواج ایران میں امریکا کے زمینی حملے کا حصہ نہیں بنیں گی کیونکہ ایران کے خلاف جنگ ہماری نہیں ہے، ہم اس میں نہیں الجھیں گے۔ برطانیہ صرف دفاعی اقدامات جاری رکھے گا۔ ہم برطانیہ کے قومی مفادات اور خطے میں لوگوں کے تحفظ پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔
- **افغانستان: شدید بارش اور سیلاب سے تباہی:** افغانستان کے کئی صوبوں میں شدید بارش، سیلاب اور مٹی کے تودے اور آسمانی بجلی گرنے کے واقعات میں 28 افراد جاں بحق اور 49 زخمی ہو گئے ہیں۔ سیلاب اور مٹی کے تودے گرنے سے 100 سے زائد مکانات بھی تباہ ہوئے ہیں۔ واضح رہے کہ افغانستان میں جنوری میں بھی شدید بارشوں اور برفباری سے 60 سے زیادہ افراد جاں بحق ہوئے تھے۔
- **بھارت: مسلمانوں کی نسل کشی کی تیاری آخری مراحل میں داخل:** جینوسائیڈ واچ نے اپنی حالیہ رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ بھارت نسل کشی کے دس مراحل میں سے سات مرحلے عبور کر چکا ہے۔ جینوسائیڈ واچ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جو دنیا بھر میں نسل کشی کی نگرانی اور روک تھام کرتی ہے۔ جینوسائیڈ واچ کا دس مراحل پر مبنی فریم ورک نسل کشی کی علامات کی نشاندہی کرتا ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Now / ءَآلْـَٔنَ !!!

By Saedia Amad

Every time I read this word in Surah Yunus, it stops me in my tracks, forcing me to relive the tyranny the pharaoh was known for.

The word ءَآلْـَٔنَ translates to 'Now' A sarcastic reply to the shahada of the pharaoh. You can sense the astonishment in the Quran at the timing of his acceptance of Islam. "Now?" was a fully charged interjection, serving as a fitting answer to his submission. It evokes a sense of fear and awe about what might happen next.

The Qur'an does not just convey its meaning; it envelops you in a journey through sounds. The passage shows the flow of time with a sense of the hardships endured by his people. The meaning isn't just confined to the letters themselves, but in every aspect of how they are articulated. The sound shifts, and every syllable is a key that unlocks a deeper understanding of the constant disregard, scoffing, and dismissal of the previous warnings sent to him.

The Madd corresponds to his lifetime of denial. The arrogance and zulm that he got away with. The weeping mothers whose sons were killed, the men who were forced into bonded labour, and the fear of the excessive tyrant in the daily lives of the Bani Israil

The desperate plea of the pharaoh "... and I am now one of those who submit." As the sea was closing in on him and his army. His last-minute repentance was rejected with a "NOW?" The word is personified in itself. If it had a face, it would be tilted in mockery, with a shocked expression, high-arched eyebrows, and eyes bursting with astonishment.

The pharaonic model was one in which submission to creation was imperative. The pharaoh was pure evil as he drained compassion, empathy, and love from society and infused it with tyranny and outright evil. The Godhead he claimed for himself was a reflection of his inflated sense of self-importance and arrogance. The lust and greed for absolute power rendered him feeling-less. The pharaonic government was inhumane; it had clouded his compassion and empathy.

"Power corrupts, absolute power corrupts absolutely." (Lord Acton)

As Plato has said 'He who does not desire power is fit to hold it," Suggesting true leaders are not interested in personal gain. Much dissimilar to the pharaoh himself. Writer Ranal Currie states, "If your moral compass is not pointing towards God, it's time to fix that compass." In the case of the Pharaoh, his denial of the higher governing body gave way to the belief of his superhuman framework and absolute power.

This scene is chilling because it serves as a warning to mankind. There is a pharaonic aspect within all of us. Recognition and acceptance of the truth before it is too late is upon mankind. Constant "waswas" and encouragement from Satan diverts our foothold on the straight and narrow. All superlative degrees are for Allah alone. Chanting Asma ul Husna every day can help us achieve that, reaffirming the grandeur and state of Allah SWT. It is important to understand that humility and a feeling of helplessness are what Allah likes in his creation.

In short, it's time to recognise the pharaoh within and to curb its growth. The inner voice "I'm better than you", "I deserve more..." or the entitled self that demands others to bow down to its orders needs to be ignored. The term "Now" could be addressed to us if we recognise the haqq only on our deathbed. It would be too late; our time would be up, and our plea for pardon would go unheard. Doing Istaghfar is imperative in our lifetime.

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر

شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت

میرا با اعتماد
انتخاب

شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو

JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan

For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.13

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore